اردو ترجمہ

نهاية الزين

في التخفيف عن ابي لهب يوم الاثنين

وارث علوم اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند جگر گوشہ مفسر اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری

ترجمہ، تخریج وتحشیہ

محمد ثامر رضا رضوی مصباحی بریلوی

مفسر اعظم ہند اکیڈمی درگاہِ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف

0092 334 3247192

/makhtarraza1011

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

     /makhtarraza1011

بموقع ۴۴ رواں عرس حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ وجشن دستار فضیلت
فرحت میلاد کی برکت
اردو ترجمہ
نهاية الزين
فی التخفیف عن ابی لهب یوم الاثنین
مصنف
تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان قادری ازہری علیہ الرحمۃ
ترجمہ تخریج اور تحشیہ
محمد ثامر رضا رضوی مصباحی بریلوی
ناشر:
مفسر اعظم ہند اکیڈمی، درگاہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بموقع ۴۴ رواں عرس حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ و جشن دستار فضیلت

فرحت میلاد کی برکت

اردو ترجمہ

نهاية الزين

فى التخفيف عن ابى لهب يوم الاثنين

مصنف / تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان قادری ازہری علیہ الرحمۃ

ترجمہ، تخریج اور تحشیہ

محمد ثامر رضا رضوی مصباحی بریلوی

ناشر

مفسر اعظم ہند اکیڈمی، درگاہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف

باہتمام: جناب شفیق احمد صاحب بہیڑی، بریلی شریف (والد گرامی مترجم)

نام کتاب: فرحتِ میلاد کی برکت اردو ترجمہ "نهاية الزين"

مصنف: تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمہ

ترجمہ، تخریج اور تحشیہ: محمد ثامر رضا رضوی مصباحی بریلوی

تصحیح: حضرت علامہ مولانا ازہر الاسلام مصباحی ازہری

کمپوزنگ: مولانا شاہ رخ ملک، جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف

پروف ریڈنگ: حافظ و قاری محمد علیم رضا برکاتی و مولانا تجمل حسین مرکزی

باہتمام: جناب شفیق احمد صاحب بہیڑی، بریلی شریف (والد گرامی مترجم)

ناشر: مفسر اعظم ہند اکیڈمی، درگاہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف

سن اشاعت: ار جمادی الاخریٰ ۱۴۴۰ھ مطابق ۷ر فروری ۲۰۱۹ء بروز جمعرات

(بموقع عرس حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ و جشن دستار فضیلت)

صفحات: ۷۲

تعداد: ۱۱۰۰

موبائل نمبر: 8923562635 (مترجم)

کتاب ملنے کے پتے

مفسر اعظم ہند اکیڈمی، درگاہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف 9235703585

امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر، بریلی شریف 9634401427

نذر عقیدت

میں اپنی اس کاوش کو امام الائمہ کاشف الغمہ امام اعظم **ابو حنیفہ**، شہنشاہِ ولایت سیدنا سرکار **غوثِ اعظم**، سلطان الہند **خواجہ غریب نواز**، جمیع مشائخِ مارہرہ مطہرہ، مجدد اعظم سیدی سرکار **اعلی حضرت** الشاہ امام **احمد رضا خان**، تاجدارِ اہل سنت سرکار **مفتی اعظم ہند**، حضور **حافظ ملت** الشاہ **عبد العزیز** محدث مرادآبادی اور بالخصوص اپنے پیر و مرشد، حضور **تاج الشریعہ** الشاہ مفتی **محمد اختر رضا خان** قادری علیہم الرحمۃ والرضوان کی مقدس بارگاہوں میں نذر کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں مولی کریم اِس کا ثواب میرے دادا جان مرحوم و مغفور **عبد الحمید** غفرلہ کی روح کو عطا فرمائے اور اُن کی بے شمار مغفرت فرمائے۔آمین، بجاہ سید المرسلین علیه وعلى آله افضل الصلاة والتسليم.

آخر میں، میں اپنی اِس کاوش کو اپنے تمام اساتذۂ کرام اور والدین کریمین کی جانب منسوب کرتا ہوں، جن کی مخلصانہ دعاؤں، آرزؤں، تمناؤں اور محنت و شفقت سے میں، علم جیسی لازوال نعمت سے بہر اور ہوا۔

عقیدت کیش

محمد ثامر رضا مصباحی

تقریظ جلیل

سراج الفقہا، عمدۃ المحققین، حضرت علامہ مولانا ومفتی **محمد نظام الدین** رضوی مصباحی

صدر المدرسین وصدر شعبہ افتا، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا ☆ بھیک مانگنے کو تیرا آستا بتایا

تجھے حمد ہے خدایا ☆ تجھے حمد ہے خدایا

حضور سید انس وجاں، رحمت عالم ﷺ دنیا میں تشریف لائے، تو ابو لہب کی باندی، حضرت ثُویبہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اسے ظہورِ قدسی کی بشارت دی۔ اُس نے اس خوشی میں حضرت ثویبہ کو آزاد کر دیا۔ تو خدائے کریم نے اسے اپنے فضل سے یہ صلہ دیا کہ اسے جہنم میں اُس کے انگوٹھے کے سوراخ سے دوشنبہ کے روز کچھ پانی عطا کیا جاتا ہے جس سے اسے راحت نصیب ہوتی ہے۔

حدیث پاک کا یہ مضمون ائمہ حدیث نے اپنی کتبِ حدیث میں نقل کیا ہے۔ جیسے دلائل النبوۃ للامام البیہقی، ج:۱، ص:۱۴۹ و شرح السُّنہ ج:۹، ص:۶۶، یہاں تک کہ امام محمد بن اسماعیل بخاری رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی عظیم الشان کتاب، جس کا درجہ کتاب اللہ کے

بعد سب سے بڑاہے، میں نقل فرمایا۔الفاظ ہیں:

قال ابو لهب: لم الق بعدكم خيرا غير اني سُقيت في هذه بعَتاقتي ثويبة (ترجمہ: میرا برا حال ہے، تم سے جدا ہونے کے بعد مجھے کوئی راحت نصیب نہ ہوئی سوائے اس کے کہ ثویبہ کوآزاد کرنے کی وجہ سے مجھے اس انگوٹھے سے پلایا جاتا ہے۔)[صحيح البخاري- ج:٢ -ص: ٧٦٤- باب النكاح- ناشر: مجلس البركات]

اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے:

(۱) کہ یہ واقعہ خواب کا ہے اور خواب حجت شرعی نہیں۔(۲) قرآن کریم میں ہے﴿فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ﴾﴿المدثر:٤٨﴾ (ترجمہ:تو انہیں سفارشیوں کی سفارش کام نہ دے گی۔) دوسری جگہ ہے﴿فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ﴾﴿البقرة: ٨٦﴾(ترجمہ: تو نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو گا۔)(۳) قاضی عیاض نے کہا: اس بات پر اجماع ہے کہ کفار کو ان کے اعمال نفع نہیں پہنچائیں گے، نہ وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے، نہ ہی عذاب میں تخفیف ہو گی، اگرچہ بعض بعض سے سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

یہ اعتراضات اپنی جگہ بجاہیں۔ مگر یہ کہا جا سکتا ہے کہ خواب مُبشّرات سے ہیں ، جس کا ثبوت احادیث صحیحہ سے ہے۔اس حیثیت سے یہ بھی حجت ہے۔ یہاں تک کہ کوئی

غیر مسلم ایسا خواب دیکھے جس کا تعلق حضور سید عالم ﷺ کے اکرام سے ہو، تو شرعاً اسے بھی وزن دیا جاتا ہے اور باب فضل واحسان میں اسے قبول کرنے میں کوئی مضایقہ نہیں اور اس حدیث کو تو کثیر علمائے امت نے قبول بھی فرمایا ہے۔

اور آیات کریمہ کا مفاد یہ ہے کہ شفاعت کی وجہ سے عذاب نار میں تخفیف نہ ہوگی۔اور یہاں قطعاً عذاب نار میں تخفیف کی بات نہیں کی جاتی، بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ دوشنبے کے روز، ابو لہب کو پینے کے لئے کچھ پانی عطا کیا جاتا ہے۔تو اس میں اور عذاب نار میں تخفیف نہ ہونے میں کوئی منافات نہیں۔یہ عین ممکن ہے کہ وہ جس قدر عذابِ نار کا سزاوار ہے، اتنا عذاب اسے برابر دیا جاتا ہے۔اس میں کوئی تخفیف یا کمی نہیں کی جاتی مگر دوشنبے کے روز، اسے تھوڑا سا پانی بھی پلا دیا جاتا ہے۔اور امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے جو اجماع نقل کیا ہے، اس سے بھی یہاں کوئی محظور لازم نہیں آتا ۔کیوں کہ نہ اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے، اور نہ ہی وہ جنت میں داخل کیا جاتا ہے۔بلکہ سچ یہ ہے کہ اسے اپنے عملِ خیر کا بھی کوئی نفع نہیں ملتا۔بلکہ خدائے کریم وجلیل اپنے پیارے رسول کے اکرام میں، محض ازراہ تفضل واحسان اسے کچھ پانی عطا فرماتا ہے۔ابو لہب نے سرکار کی ولادت پر خوشی منائی اور اس خوشی میں اپنی باندی ثویبہ کو آزاد کیا۔اس عمل خیر کا صلہ وہ پانی نہیں مگر اللہ عزوجل اپنے محبوب کی ولادت کے موقع سے خوشی منانے پر محض اپنے کرمِ خاص واحسان سے، اس کو تھوڑا سا پانی عطا کرتا ہے۔یہ حقیقت میں کافر کے عمل کا اعتبار نہیں اور نہ ہی اس کے عمل خیر کا صلہ ہے بلکہ یہ اپنے محبوب کا اکرام اور ابو لہب پر تفضل واحسان ہے۔اس طرح دیکھا جائے تو قرآنِ

کریم کی آیاتِ کریمہ اور اجماع سے حدیث مذکور کا قطعا کوئی تعارض نہیں۔ اور ایسا خواب بلا شبہ مُبشِّرات سے ہے کہ اس میں یہ بشارت دی گئی ہے کہ خدائے کریم ورحیم میلادِ نبوی کی فرحت پر اپنے محبوب کا یہ اکرام فرماتا ہے کہ ابو لہب جیسے کافر کو بھی نوازتا ہے۔ یہ بشارت بارگاہ الٰہی میں 'عظمتِ مصطفی' کی ہے اور اس طرح کے مبشرات ضرور حجت ہیں۔

فتح الباری شرح صحیح البخاری میں مضمونِ حدیث کی حقانیت کو اِس طرح واضح کیا گیا ہے: قال ابن المنير في الحاشية: هنا قضيتان: إحداهما محال، وهي اعتبار طاعة الكافر مع كفره، لأن شرط الطاعة أن تقع بقصد صحيح، وهذا مفقود من الكافر. الثانية: إثابة الكافر على بعض الأعمال تفضُّلًا من الله تعالى، وهذا لا يحيله العقل، فإذا تقرر ذلك لم يكن عتق أبي لهب لثويبة قربة معتبرة، ويجوز أن يتفضَّل الله عليه بما شاء كما تفضّل على أبي طالب، والمتَّبع في ذلك التوقيف نفيا واثباتا. قلت: وتتمة هذا أن يقع التفضُّل المذكور إكراما لمن وقع من الكافر البر له ونحو ذلك، والله أعلم. [فتح الباري شرح صحيح البخاري ج:۱۱ ص:٤٠٤ كتاب النكاح، دار ابي حيان]

ترجمہ: علامہ ابن المنیر نے حاشیہ میں فرمایا: یہاں دو باتیں ہیں۔ پہلی بات محال ہے، اور وہ ہے کفر کی حالت میں کافر کی اطاعت کا معتبر ہونا۔ اس لئے کہ اطاعت کی شرط یہ ہے کہ قصدِ صحیح کے ساتھ واقع ہو۔ اور کافر کی طرف سے قصدِ صحیح مفقود ہے۔ دوسری بات ہے کافر کے بعض اعمال پر اللہ کا اپنے فضل سے صلہ دینا، یہ عقلا محال نہیں۔ جب یہ بات

ثابت ہے، تو واضح رہنا چاہیے کہ ابو لہب کا ثویبہ کو آزاد کرنا شرعاً کوئی قابل اعتبار قربت نہیں۔ اور یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالی اس پر جو چاہے فضل واحسان فرمائے، جیسا کہ ابو طالب پر فضل واحسان فرمایا۔ اور اس فضل واحسان کی نفی واثبات میں شریعت کے بتانے کا اتباع ہو گا۔ میں کہتا ہوں اس گفتگو کی تکمیل یہ ہے کہ کافر کی نیکی پر اللہ تعالی کا یہ فضل واحسان اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکرام کے لئے ہے۔ اور اللہ کو زیادہ علم ہے۔ (ترجمہ فتح الباری)

یہ چند تمہیدی کلمات ہیں جن سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ قارئین کے سامنے کتاب کے موضوعِ بحث حدیث وشرحِ حدیث کا ایک خاکہ اختصار کے ساتھ آجائے تاکہ کتاب کی تفصیلی اور تحقیقی بحثوں کو سمجھنے میں آسانی ہو ۔ تمہید میں کچھ باتیں ہماری ہیں اور کچھ باتیں علامہ ابن المنیر رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی۔ ہم نے ان کا کلام انہیں کی تحقیق کو واضح کرنے کے لئے نقل کیا ہے۔

پیش نظر کتاب «نہایۃ الزین» میں صحیح البخاری کی حدیث مذکور کی تشریح نفیس کی گئی ہے۔ ساتھ ہی اس پر وارد ہونے والے اعتراضات کا تحقیقی جائزہ لے کر تحقیقی جواب دیا گیا ہے۔ یہ بحث بجائے خود متعدد تحقیقات پر مشتمل ہے جن کے مطالعے سے، بخوبی یہ احساس اجاگر ہوتا ہے کہ صاحب کتاب تاج الشریعہ حضرت علامہ ومولانا **اختر رضا خان ازہری** علیہ الرحمہ فقہ وتحقیق کے میدان میں اعلی مقام پر فائز تھے۔ ہم نے بڑی عجلت میں اس کتاب کے ترجمے کے چند اوراق مترجم سے سنے، اور کتاب کے آخر سے ، اس کا خلاصہ

بھی سنا۔ اس سے یہ اندازہ ہوا، کہ کتاب بہت تحقیقی ہے اور اہل علم کے لئے بہت مفید۔ کتاب میرے پاس ایسے وقت میں آئی جب یہ طباعت کے لئے پریس جانے کو تھی۔ اس لئے میں اس کے تحقیقی کمالات اور مصنفِ کتاب کے علمی افادات و نکات پر روشنی نہ ڈال سکا۔ اور حضرت **تاج الشریعہ** علیہ الرحمہ کی ذات پر اعتماد کرتے ہوئے، میں نے یہ چند کلمات لکھوائے۔ حضرت ممدوح نے حدیثِ پاک کی جو شرحِ نفیس فرمائی اور اس پر وارد ہونے والے اشکالات کو دور کرکے اس کی حقانیت کو واضح فرمایا، اس سے اس بندۂ عاجز کو اتفاق ہے۔ میں نے شرحِ حدیث میں حضرت کی کچھ تحریریں پڑھی ہیں جن سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ کافی تحقیق اور غور وفکر کے بعد لکھتے ہیں جبکہ آپ کے حواشی بخاری اِس کے شاہد ہیں۔

کتاب کا ترجمہ بنام **«فرحت میلاد کی برکت»** عزیز سعید، مولانا **محمد ثامر رضا** مصباحی نے کیا ہے، جو **جامعہ اشرفیہ**، مبارک پور کے درجہ فضیلت کے طالب علم ہیں، اُن کا وطنِ مالوف بہیڑی، ضلع بریلی ہے۔ عزیز موصوف کا عربی ادب اور ترجمہ نگاری سے مناسب شغف ہے۔ دیگر علوم کی تحصیل میں بھی ان کا ذوق اچھا ہے۔ ترجمے کے کچھ صفحات سننے سے اندازہ ہوا کہ انہوں نے یہ مرحلہ کامیابی کے ساتھ طے کیا ہے۔ زبان سادہ و سلیس ہے۔ مضامین کو خوبی کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ دعا ہے کہ خدائے پاک انہیں اس فن میں کامل بنائے اور ان کی ترجمہ نگاری میں مزید حسن اور خوبی پیدا فرمائے، ان کی عمر، علم اور فضل میں برکت بخشے اور اِن سے دین کی خدمات زیادہ سے زیادہ لے۔ ساتھ ہی حضرت تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو خدمت حدیث پاک کی ہے، اس پر انہیں اپنے فضل

سے بے پایاں اجر عطا فرمائے۔ اور انہیں اپنے جوار رحمت میں بلند مقام پر فائز کرے۔ آمین، بجاہ حبیبك الکریم علیه وعلی آله أفضل الصلاۃ والتسلیم.

محمد نظام الدین الرضوی

صدر المدرسین و صدر شعبہ افتا، جامعہ اشرفیہ مبارک پور

۱۰/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ

۱۷/ جنوری ۲۰۱۹ء (شبِ جمعہ)

تقدیم

خلیفہ حضور تاج الشریعہ و مفتی اعظم ہالینڈ حضرت علامہ مولانا و مفتی **شمس الہدی** صاحب قبلہ

استاذ: الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور رکن دار الافتا کنز الایمان، یو. کے.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی نبي اللہ وعلی جمیع من والاہ

وبعد! میلاد مصطفی علیہ التحیۃ والثنا پر اظہار فرحت وانبساط ذریعہ حصول خیرات وبرکات اور باعث تخفیف عذاب ہے۔ پورا عالم اسلام ماہ ربیع النور پر خوشیوں میں ڈوب جاتا ہے، عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلسے وجلوس کا اہتمام کرتا ہے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد آمد کی خوشی پر کثرت سے صدقات وخیرات کرتا ہے۔ اور مسلمین صالحین جس طور، طریقہ کو مستحسن قرار دیں وہ طریقہ بارگاہ خداوندی میں بھی احسن ہوتا ہے۔

میلاد پاک کی مناسبت سے اظہار سرور وحبور پر کن کن حسنات کا ترتب ہوتا ہے، اس عنوان پر ائمہ دین نے سیکڑوں کتب تالیف فرمائی ہیں۔ اور کثیر آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ سے استدلال فرمایا۔ گو کہ مکتب عشق کے انداز نرالے دیکھے ع۔

انہیں میں وہ حدیثِ مشہور بھی ہے جسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں اور امام بیہقی،

عبد الرزاق وغیرہما جلیل القدر محدثین نے بھی تخریج فرمائی، اور وہ متعدد طرق سے مروی ہے کہ میلاد النبی ﷺ کی بشارت پر ابو لہب نے اپنی لونڈی، ثُویبہ، کو آزاد کیا، جس کے سبب ہر پیر کے دن، ابو لہب پر تخفیف عذاب ہوتا ہے۔ اس حدیث پاک کے رد وابطال پر کئی اشخاص نے قلم اٹھایا اور اسے موضوع تک کہہ ڈالا کیوں کہ ان کے بقول یہ روایت قرآن وحدیثِ صحیح کے خلاف ہے اور عقل و نقل سے متصادم ہے، اجماع امت سے معارض ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے ﴿وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُم مِّنْ عَذَابِهَا﴾ ﴿فاطر:٣٦﴾ (ترجمہ: اور نہ ان پر اس کا عذاب کچھ ہلکا کیا جائے گا) ﴿فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ﴾ ﴿المدثر:٤٨﴾ (ترجمہ: تو انہیں سفارشیوں کی سفارش کام نہ دے گی۔) ﴿فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا﴾ ﴿الفرقان: ٢٣﴾ (ترجمہ: ہم نے انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کر دیا۔)

مگر جب وارثِ علومِ امام احمد رضا قدس سرہ حجۃ الاسلام تاج الشریعہ رحمہ اللہ نے اپنی قلم فیض رقم کو جنبش دی، تو تحقیقات کا انبار لگا دیا۔ مسئلہ کو اصولی، فنی اور روایت ودرایت، ہر پہلو سے ایسا منقح فرمادیا کہ مخالف دم بخود اور موافق محو حیرت اور عشق و مستی میں گم، کہ کیا خوب ہے گوشہ تحقیق اور غضب کا ہے وسعتِ مطالعہ۔ آپ نے کئی زاویے سے ایک انوکھے انداز میں عقدہ کشائی فرمائی۔

اولا: یہ کہ حتی الامکان معارضے کو دفع کرنے کے لیے جمع و تطبیق اور تاویل

وتخصیص سے کام لینا ضروری ہے۔ ثانیا: «ما من عام، إلّا وقد خُصَّ عنه البعض» کا ضابطہ کسی بھی صاحب علم ودانش پر مخفی نہیں۔ ثالثا: کیا کہو گے ان کبار محدثین کے بارے میں، جنہوں نے اس حدیث کو اپنی صحاح ومسانید میں نقل کیا اور اسے قبول فرمایا۔ رابعا: یقیناامام احمداور ابن معین کا قول «هذا الحديث صحيح» یوں ہی امام بخاری مسلم، ابن خزیمہ، ضیا مقدسی کا اپنی صحاح میں اس کی روایت کرنااور ابن المنذری کا اپنی «المختصر» میں سکوت اختیار کرنا، پھر ابن اسکن کا صحیح میں، اور عبد الحق کا «الاحکام» میں اس حدیث کو درج کرنااس کی مقبولیت کے لیے کافی ہے۔ اصول حدیث کی کتب سے کثیر حوالہ جات ارقام فرمائے۔ خاص کر «الهاد الكاف»۔ خامسًا: حدیث کو مرسل بھی تسلیم کریں، تو مرسل، احناف ومالکیہ کے نزدیک قابل استدلال ہے۔ بلکہ شافعیہ کے یہاں بھی قابل حجت ہے جب کہ دیگر طرق سے اسے تقویت ملی ہو۔ اور یہاں تعدد طرق متحقق۔ سادسا: تخفیفِ عذابِ ابو طالب كما رواه مسلم فی صحیحه سے تخفیفِ عذابِ ابی لہب پر استدلال بھی خوب ہے۔ اگرچہ یہ تخفیف اس سے بہت کم درجہ کی ہے۔ لیکن نظیر ہونے میں خفا نہیں۔ پھر امام قاضی عیاض کا نقلِ اجماع اس بات پر کہ کفار کے اعمال نفع نہیں پہنچائیں گے، نہ جنت میں داخل کریں گے اور نہ ہی تخفیف عذاب ہو گا، اگرچہ یہ اجماع محل نظر ہے، پھر بھی اس اشکال کا حل سادہ انداز میں پیش فرمایا کہ یہ گناہِ کفر سے متعلق ہے۔ رہا دیگر گناہ، تو ان کی تخفیف سے کوئی چیز مانع نہیں۔

سابعا: یہ خصوصیات نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم سے ہے۔ یا یہ کہ جس کی تخفیف کے بارے میں حدیث وارد ہے، وہ حکم عام سے مستثنا ہے یا نفی کی روایت میں جہنم سے نکالنا مراد ہے اور اس روایت میں تخفیف عذاب مراد ہے۔ پھر اپنے جد اعلی، مجدد اعظم قدس سرہ، کی کتاب مستطاب «الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلاء» اور «منیۃ اللبیب ان التشریع بید الحبیب» کے مطالعہ کرنے کی نصیحت فرمائی۔ ثامنا: یہ سب تحقیقات، توجیہات وتاویلات اپنے اسلاف کرام وائمہ اعلام کے حوالے سے ہی مزین فرمایا ہے۔ حتی کہ کتب لغت معتبرہ سے بھی دعوی کو مبرہن کرنے سے گریز نہیں فرمایا۔ تاسعا: یہ عذر کہ بات خواب کی ہے اور روایت حالت کفر کی ہے، لہذا غیر مسلّم ہے، اس رخ پر بھی حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ نے خاصا قدغن لگایا اور اس عذر کے تار وپود بکھیر کر رکھ دیے۔ عاشرا: عربی شیخ جمیل، جو تخفیف عذابِ ابو لہب کے سخت مخالف، انہیں زبانی طور پر افہام و تفہیم کی سعی بلیغ فرمائی۔ نیز پوری بحث کا نچوڑ بھی مختصر جملوں میں پیش فرمایا۔ گویا «نہایۃ الزین» کا مطالعہ اس کا بیّن ثبوت ہے کہ حجۃ الاسلام تاج الشریعہ صرف بلند پایہ فقیہ نہیں، بلکہ عظیم محدث اور بے مثال مفسر اور چوٹی کے اصولی بھی ہیں۔ آپ کا رسالہ الصحابۃ نجوم الاہتداء، آزر کی تحقیق، مراۃ النجدیۃ اور تعلیقات علی صحیح البخاری وغیرہ میدان تحقیق وتدقیق کے شاہکار ہیں۔ ہمیں تو تاج الشریعہ رحمہ اللہ تعالی کی علمی مجالس میں کئی مرتبہ شرف نشست حاصل ہوا۔ تقریبا سن ۲۰۰۲ء میں عید میلاد النبی ﷺ کانفرنس، کراچی کے اندر ہماری ایک علمی مجلس رہی، جس میں جامعہ ازہر، مصر کے کبار مشائخ اور شام ویمن

کے فحول علما جلوہ گر تھے، مگر علمی وفنی گفتگو میں حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ تعالی میر کارواں اور صدر مجلس لگتے تھے۔ مجلس کے سارے اکابر، خوان ازہری کے خوشہ چیں ہی اپنے کو سمجھ رہے تھے۔

مجھے بے حد مسرت ہے کہ عزیز مکرم مولانا **محمد ثامر رضا** مصباحی سلمہ نے حضور ازہری میاں رحمۃ اللہ علیہ کا وقیع رسالہ «نہایۃ الزین» کا عام فہم اردو زبان میں ترجمہ کیا۔ اور اردو خواں حضرات کو بھی حضور تاج الشریعہ کے علم و تحقیق سے استفادہ کا موقع فراہم کیا۔ خدائے تعالی مولانا موصوف کی اس علمی خدمت کو شرف قبول عطا فرمائے اور مزید کی توفیق رفیق بخشے۔آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم.

دعا گو

شمس الہدی عفی عنہ

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

ومسؤول دار الافتا کنز الایمان، یو. کے.

۱۰/ جمادی الاولی، ۱۴۴۰ھ جمعرات

گراں قدر کلمات مبارک باد کی صورت میں

ماہر علم و فن حضرت علامہ، مولانا و مفتی محمد سلیم صاحب قبلہ بریلوی
استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام و مدیر اعزازی ماہ نامہ اعلی حضرت، بریلی شریف

حامدا و مصلیا و مسلما.

ماہِ ربیع الاول شریف کا چاند جیسے ہی اُفقِ عالم پر نمودار ہوتا ہے، ویسے ہی عاشقانِ مصطفی کے گھروں میں خوشیوں کے شادیانے بجنے لگتے ہیں۔ عشق و وفا کی ہر پریم نگری میں مسرت و شادمانی کی قندیلیں روشن ہونے لگتی ہیں۔ بساط عشق محبت پر فرحت و انبساط کے پھول کھل اٹھتے ہیں۔ وفادارانِ رسول کا قافلہ نعتِ نبی کے نغمے گنگناتا، منزلِ عشق و عرفان کی طرف رواں دواں دکھائی دیتا ہے۔ آفاقِ سنیت میں ہر طرف چراغاں ہی چراغاں ہونے لگتا ہے ۔غلامانِ نبی کی ہر بستی دلہن کی طرح سجنے لگتی ہے۔ اپنے آقا کا ہر ایک وفادار غلام ذکر و اذکار، محفلِ میلاد اور فرحت و شادمانی کے اظہار کے جائز و مستحسن طریقوں کے ذریعہ مرتے وقت تک یوم میلاد کی خوشیاں منانے کا عزم ظاہر کرتا ہے۔ ہر طرف پیدائشِ مولی کی ایسی دھوم مچتی ہے کہ جس سے نجدی قلعے زمیں بوس ہونے لگتے ہیں۔ دشمنانِ رسول اور ان کے باطل افکار و نظریات کا نشیمن جل کر خاک ہو جاتا ہے۔ ہر سنی اعلی حضرت، مجددِ دین وملت، امام احمد رضا خاں، فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ کی زبانی اپنے عقیدت و محبت کا اعلان یوں کرتا ہے کہ :

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولی کی دھوم ☆ مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا ☆ دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یومِ ولادت پر، اس وقت بھی خوشیاں منائی گئیں تھیں کہ جب آپ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کے یہاں تشریف لائے۔ یہ وہ نورانی سماں تھا کہ جس میں کائنات کا ذرہ ذرہ خوشیاں منا رہا تھا۔ ہر طرف آپ کے ذکر کا چرچا سنائی دے رہا تھا۔ ہر مخلوقِ خدا خوشیوں کا اظہار کر رہی تھی۔ چرند و پرند سے لیکر، کائنات کی ہر شے شاداں و فرحاں دکھائی پڑ رہی تھی۔ عالم کی ہر چیز خوشیوں کا اظہار کر کے پروانہ وفاداری حاصل کر رہی تھی۔ البتہ، کائنات میں وفاداروں کے اِس ازدحام کے درمیان، ایک ایسا بھی تھا جو اپنے سر پر خاک ڈال رہا تھا۔ یہ وہی تھا جس نے ایک نبی کی گستاخی کی تھی۔ یہ وہی تھا جس نے صفی اللہ کی عظمت و رفعت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ وہی تھا کہ جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس نور کی تعظیم بجالانے سے منع کر دیا تھا جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں چمک رہا تھا۔ یہ وہی تھا کہ جس نے اپنی عقلی دلیل کے ذریعے، تمام قدسیوں سے بغاوت کی تھی۔ یہ وہی تھا کہ جسے ذریتِ آدم کا اور انسانیت کا سخت دشمن مانا جاتا ہے۔ آج بھی اس کے چیلوں اور اس کے متبعین کی تعداد دنیا میں کم نہیں ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جو اپنے بچوں کے یومِ پیدائش تو نصاری کی اتباع میں دھوم دھام سے مناتے ہیں، مگر نبی کے یومِ پیدائش پر دھومیں مچانے میں انہیں سیکڑوں طرح کی بدعات نظر آتی ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو "سر سید ڈے" تو علی گڑھ کے ساتھ ساتھ دیگر خطوں میں بھی زور وشور سے مناتے ہیں، مگر

میلاد النبی کی خوشیاں منانا انہیں خلافِ شریعت اور خلاف توحید دکھائی دیتا ہے۔ یہ وہی ہیں جو 'گاندھی جینتی'، اور 'انبیڈکر جینتی' جیسی نہ جانیں کتنی جینتیوں میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں، مگر عیدِ میلاد کے نام سے انہیں بخار چڑھنے لگتا ہے۔ یہ کیسے نبی کے امتی ہیں جنہیں ان کے یومِ پیدائش سے چڑھ ہے ؟اور یہ کیسے مسلمان ہیں جنہیں وفادار اِن نبی کی خوشیاں منانا، ایک آنکھ نہیں بھاتا؟ یہ کیسے شریعتِ مصطفی کے ماننے والے ہیں، جنہیں اپنے نبی کے یومِ پیدائش پر گھروں، دکانوں اور بستیوں کو سجانے میں شرک کی آمیزش دکھائی دیتی ہے۔ ارے ! مصطفی کے ماننے والوں کا طریقہ تو یہ ہونا چاہئے کہ

اور اُن کا حرزِ جاں ذکرِ ولادت کیجئے ☆ نار سے بچنے کی صورت کیجیے

یہی وہ شیطانی ذریت ہے جنہیں عشق ووفا کے یہ انداز اور محفلِ میلاد کی یہ جلوہ سامانیاں ایک آنکھ نہیں بھاتیں۔ کبھی یہ اسے شرک وبدعت سے تعبیر کرتے ہیں تو کبھی کنہیا کے جنم سے اسے تشبیہ دیتے ہیں۔ پیدائشِ مولی کی خوشیاں منانے کے ثبوت اور اس سے حاصل ہونے والی برکتوں کے مثبت روایات واحادیث میں یہ لوگ از کارِ رفتہ تاویلیں بلکہ تحریفیں کرتے ہیں۔ انہیں ضعیف وبے اصل بلکہ موضوع کہتے ہیں۔ قران کے حکمِ عام سے متصادم ومتعارض کہتے ہیں۔ خلاف اجماع ہونے کا دعوی کرتے ہیں۔

حالاں کہ اس طرح کی روایات کو جلیل القدر ائمہ حدیث سلفا وخلفا نقل کرتے چلے آئے ہیں۔ انہیں تلقی بالقبول کا منصب جلیل بھی حاصل ہے اور نصوص میں جمع وتطبیق

کی محفوظ ترین راہیں بھی موجود ہیں۔

امام بخاری اور دیگر ائمہ حدیث کی نقل کردہ حدیثِ ثویبہ بھی اسی قبیل سے ہے۔ عیدِ میلاد النبی ﷺ منانے پر اعتراض کرنے والوں نے جب اس روایت کو بھی مجروح بلکہ موضوع اور کفار و مشرکین کے عذاب نار میں تخفیف کے نافی نصوص سے متعارض و متصادم کہا، تو وارثِ علومِ اعلی حضرت، جانشینِ مفتی اعظم تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ نے ان کا رد بلیغ فرمایا۔ علمِ حدیث اور اس کے ذیلی فنون کے اصول و ضوابط کی روشنی میں ایک معقول جواب تحریر فرمایا۔

اس کے جواب میں ‹‹نھایۃ الزین فی التخفیف عن ابی لھب یوم الاثنین›› نامی ایک مختصر مگر جامع رسالہ تحریر فرمایا جس میں جابجا علوم اعلی حضرت کے جلوے نظر آتے ہیں۔

یہ رسالہ عربی زبان میں ہے۔ اردو داں طبقہ اس کے فوائد سے محروم تھا مگر ہماری سرزمینِ بہیڑی، ضلع بریلی شریف سے تعلق رکھنے والے ایک نوجوان فاضل اور ہمارے عزیز، مولانا محمد ثامر رضا رضوی، زید مجدہ نے اردو داں طبقہ کی اس محرومی کو ختم کیا اور اس سے استفادہ کو آسان بناتے ہوئے اس قیمتی و نفع بخش رسالے کو آسان و سادہ اور رواں یکھنڈی اردو ایک خوبصورت و دلکش قبا زیب تن کرائی۔ اسے اردو کے قالب میں ڈھال کر لائقِ تحسین کارنامہ انجام دیا۔

ان کی یہ پہلی قلمی کاوش ہے جسے موصوف سلمہ اپنی دستارِ فضیلت کے موقع پر احباب اور اہل علم کی خدمت میں پیش کررہے ہیں۔ مفسرِ اعظمِ ہند اکیڈمی ان کی اس قلمی کاوش کو طباعت کے مراحل سے گذار کر بارگاہِ شہزادۂ مفسرِ اعظمِ ہند میں بطور خراج پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہی ہے۔

اللہ تعالی مترجم موصوف کی اس قلمی کاوش کو شرف قبول عطا فرمائے۔ مسلکِ اعلی حضرت کا محافظ و پاسبان بنائے۔ اور ہمیشہ مسلک و مرکز کا وفادار رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیه أفضل الصلوة والتسليم.

محمد سلیم بریلوی

استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام

و مدیر اعزازی ماہ نامہ اعلی حضرت، بریلی شریف

۱۴ جمادی الاولی ۱۴۴۰ھ

عرضِ مترجم

بسم اللہ الرحمن ارحیم

حامدًا ومصلیًا و مسلمًا

جس طرح کتاب اللہ سے احکامِ شرع ثابت ہوتے ہیں، اسی طرح سنت سے بھی احکام ثابت ہیں کیوں کہ کتاب وسنت، دونوں ہی منبعِ علومِ دینیہ اور اسلامی سرچشمہ ہیں۔ بلکہ بہت سے احکام و مسائل کتاب اللہ میں اجمالاً ذکر کیے گئے ہیں، جن کی وضاحت سنت سے ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے﴿ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ ﴿النحل: ٤٤﴾ (ترجمہ: اور اے محبوب! ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار اتاری کہ تم لوگوں سے بیان کردو جو ان کی طرف اترا۔) بسا اوقات، قرآن وحدیث کے مابین بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث روایت کی ہے، جس کا مضمون یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت کے موقع پر حضرت ثویبہ کو آزاد کرنے کے صلے میں، ابو لہب سے، عذاب میں تخفیف ہوئی ہے۔ یوں ہی، ابو طالب کے بارے میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تعظیم وتکریم اور نصرت وحمایت کے سبب ان کا عذاب ہلکا کیا گیا۔ جبکہ قرآن میں آیا ہے﴿ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ﴾ ﴿البقرة:٨٦﴾ (ترجمہ: توان سے عذاب ہلکا نہ ہوگا) اور﴿ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا﴾ ﴿الفرقان: ٢٣﴾ (ترجمہ: تو ہم نے انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے

کر دیا۔)اس سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حدیث، قرآن کے مخالف ہے۔اسی لیے، بعض لوگوں نے اس حدیث پر اعتراض کیااور اس کو موضوع تک کہہ ڈالا۔ جب کہ اصلاً قرآن وحدیث میں کوئی تعارض نہیں۔ کیوں کہ قرآن میں جو حکم آیا، وہ مطلق ہے کہ کفار سے عذاب میں تخفیف نہیں ہوگی، یعنی کفر کے سبب جس عذاب کے مستحق ہوئے، اس میں تخفیف نہیں کی جائے گی۔اور حدیث میں جس تخفیف کا بیان ہے، وہ گناہِ کفر کے سوا، دیگر گناہوں کے ساتھ مقید ہے۔ یا یہ کہ قرآن میں جو حکم آیا، وہ عام ہے اور حدیث میں جن کافروں کا ذکر آیا، وہ نبی کریم ﷺ کے اکرام کے سبب خاص ہوں۔تو معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث، دونوں کی مراد الگ الگ ہے۔ لہٰذا دونوں میں کوئی تعارض نہیں بلکہ معاملہ اطلاق وتقیید اور عموم وخصوص کے درمیان ہے۔اُس کے علاوہ، دیگر تاویلات وتوجیہات، آپ کتاب میں ملاحظہ کریں گے۔

زیر نظر کتاب«نهایۃ الزین» اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا یہ بڑا ہی تحقیقی رسالہ ہے جس میں آپ نے حدیثِ مذکور پر وارد ہونے والے اعتراضات کا تحقیقی اور تشفی بخش جواب دیا۔اور اسلاف (امام ابن حجر، امام قرطبی، ابن جزری، امام بیہقی، ابن المنیر، علامہ عینی، علامہ مناوی اور امام احمد رضا خان قدس سرہم) کی روش اختیار کرتے ہوئے، اپنے مدعا کے اثبات میں دلائل کے انبار لگا دیے اور معترض کو یہ ماننے پر مجبور کر دیا کہ حدیث مستند، اور علما و محدثین کے نزدیک مقبول ہے۔اس رسالے کا

مطالعہ کرنے سے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی جلالتِ علم، وسعتِ مطالعہ، فقہ و تحقیق اور حدیث و تفسیر میں علمی مقام کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

ادھر جامعہ اشرفیہ، مبارک پور میں عرس حضور **حافظ ملت** و جشن دستار فضیلت کے موقع پر، طلبہ فضیلت وافتا کا یہ جذبہ ذوق و شوق رہا ہے کہ وہ اپنی قلمی کاوش کو بشکلِ کتاب منظرِ عام پر لانے میں کوشاں رہتے ہیں۔ میرے دل میں بھی یہ خواہش پیدا ہوئی اور زمانہ طالب علمی میں، مستقل طور پر کسی موضوع پر کتاب لکھنا مشکل امر ہے۔اسی کے پیشِ نظر کسی عربی رسالے کی تلاش و جستجو میں لگ گیا، جس کا اردو ترجمہ کر سکوں۔ حسنِ اتفاق، میرے مخلص، مولانا **شیر از ملک** نظامی، متعلم جامعہ ازہر شریف کے ذریعے سیدی و مرشدی، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا یہ رسالہ ‹‹نہایۃ الزین›› دستیاب ہوا۔اور میرے خیال میں اس کا اردو ترجمہ ابھی منظرِ عام پر نہیں آیا ہے۔بس میں نے اپنے مشفق استا مولانا و مفتی **محمد شاہد** نبی کی رہنمائی میں اس کا ترجمہ کرنا شروع کر دیا۔ مشکل اور پیچیدہ مقامات پر اساتذۂ کرام سے اکتسابِ فیض کیا۔ دورانِ ترجمہ اس بات کا شدت سے احساس ہوا کہ یہ رسالہ شرح کا مُطالب ہے کیوں کہ بعض مقامات پر، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے، علمی جواہر بکھیرتے ہوئے، بہت ہی اختصار و جامعیت سے کام لیا ہے۔ پھر بھی ہم نے حتی الامکان مفہوم و مطالب کو واضح کرنے کے لیے حواشی کا سہارا لیا ہے۔ بحمدہ تعالی ترجمہ مکمل ہوا۔ پھر اس کے بعد، یہ ترجمہ خیر الاذکیا، حضرت علامہ **محمد احمد** مصباحی، سابق صدر المدرسین و موجودہ ناظم تعلیمات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کی بارگاہ میں پیش کیا اور یہ میرے لیے

سعادت مندی کی بات ہے کہ حضرت مصباحی صاحب قبلہ نے اس کا نام ‹‹**فرحت میلاد کی برکت**›› تجویز فرمایا، جو اپنے اندر کتاب کے تمام مضامین کو گھیرے ہوئے ہے۔

اب ہم اپنے اکابر اساتذۂ کرام کی بارگاہوں میں سپاس نامہ پیش کرتے ہیں، خاص کر سراج الفقہا، محقق مسائلِ جدید ہ، حضرت علامہ مولانا و مفتی **محمد نظام الدین** صاحب قبلہ، صدر المدرسین و صدر شعبہ افتا، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور اور خلیفہ تاج الشریعہ، مفتی اعظم ہالینڈ، حضرت علامہ مولانا و مفتی **شمس الہدی** صاحب قبلہ، استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، کے ہم ممنون و مشکور ہیں کہ اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود ان حضرات نے اس رسالے پر اپنی گراں قدر تقریظ اور تقدیم رقم فرما کر میری اس حقیر کاوش کو درجہ سند عطا فرمایا۔ ساتھ ہی، میں اپنے مشفق و محسن استاذِ گرامی فاضل ازہر، حضرت علامہ و مولانا **ازہر الاسلام** مصباحی ازہری، کا دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس رسالے کی تصحیح فرمائی اور ساتھ ہی مفید مشوروں سے نواز کر اس ترجمے کو زینت بخشی۔

اور ماہر علم و فن، حضرت علامہ مولانا و مفتی **محمد سلیم** صاحب قبلہ، استاذ جامعہ رضویہ منظرِ اسلام و مدیر اعزازی، ماہ نامہ اعلی حضرت، بریلی شریف کا بے پناہ احسان ہے کہ انہوں نے اس رسالے کی طباعت کا ذمہ لیا۔ اور ساتھ ہی اپنے گراں قدر کلمات، مبارکباد، کی شکل میں تحریر فرما کر مفسر اعظم ہند اکیڈمی سے شائع کر کے نوازش فرمائی۔

اور آخر میں ہم اپنے محسن اور مخلص دوست مولانا شاہ رخ ملک اور حافظ و قاری محمد

علیم برکاتی کا دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ جیسے اہم کام کو بڑی حسن وخوبی کے ساتھ انجام دیا۔ اور بڑی ناسپاسی ہوگی اگر ہم مولانا محمد توقیر رضا مصباحی اور مولانا عبد القادر مصباحی کا ذکر نہ کریں کہ انہوں نے بھی اس کام کی تکمیل میں بخوبی ساتھ دیا۔ مولا تعالی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ان حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمارے اکابر اساتذۂ کرام کی عمروں میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے۔ آمین، بجاہ سید المرسلین علیه وعلی آله افضل الصلاة والتسلیم۔

۱۱ جمادی الاولی ۱۴۴۰ھ
مطابق ۱۸ جنوری ۲۰۱۹ء (جمعہ)

اسیر تاج الشریعہ
محمد ثامر رضا مصباحی
بہیڑی، بریلی شریف، یو. پی.
متعلم: درجہ فضیلت، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین وصلی اللہ علی المبعوث رحمۃ للعالمین وعلی الہ واصحابہ ومن تبعھم الی یوم الدین

امابعد! ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۸ نومبر ۲۰۱۰ء بروز اتوار مدینہ منورہ میں قیام کے دوران مجھ سے سوال کیا گیا کہ معترض حضرت **ثویبہ** رضی اللہ تعالی عنہا کے بارے میں وارد حدیث پر اعتراض کرتا ہے۔ **ثویبہ نبی کریم** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دایا ہیں جن کو ابولہب نے سرکار علیہ السلام کی ولادت کی خوشخبری پا کر آزاد کیا تھا اسی لئے پیر کے دن اس سے عذاب ہلکا کر دیا جاتا ہے۔ معترض کہتا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے اس لئے کہ صریح آیات قرآنیہ اور اجماع کے خلاف ہے۔

تو میں نے مختصراً تشفی بخش جواب دیا جس کا ماحصل یہ ہے کہ حدیث مستند اور محدثین کے نزدیک مقبول ہے۔ اور جو آیات واجماع سے ثابت ہے وہ مطلق نہیں۔ اس لئے کہ احادیث میں تمام لوگوں سے، خواہ مسلمان ہوں یا کافر، نبی علیہ السلام کی شفاعت کبری کے ذریعے محشر کی ہولناکی سے راحت پہنچا کر تخفیف وارد ہوئی ہے۔ اسی کے ضمن میں بعض یا جملہ کافروں سے، بعض احوال میں تخفیف ثابت ہوتی ہے۔ تو یہ دلائل کے مابین تطبیق اور معارضے کی نفی کرتے ہوئے عموم سے خصوص اور اطلاق سے استثنا پر دلالت کرتا ہے۔ نیز کتاب اللہ کے معانی کو سمجھنے کے لئے سرکار علیہ السلام کے بیان کی طرف رجوع ضروری

ہے۔جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾﴿النحل:٤٤﴾ (ترجمہ: اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار اتاری کہ تم لوگوں سے بیان کردو جو ان کی طرف اترا)۔ لہٰذا کتاب اللہ کا **مطلق** وہ ہو گا جس پر حدیث اس طور پر دلالت کرے کہ وہ ہر باب میں **مطلق** ہے۔اور جس میں حدیث **تخصیص** کو بتائے تو وہ حدیث کے بیان اور صراحت پر موقوف ہو گا۔اور ہر وہ چیز جو ناظر کو **مطلق** لگے ضروری نہیں وہ **مطلق** ہو۔ بلکہ معاملہ تو بیشک سرکار علیہ السلام کے بیان پر موقوف ہے۔ فهداه الله هو الهدى۔

پھر میں نے '**شیخ جمیل حسینی**'[1] کی ایک غیر مطبوعہ کتاب دیکھی جس سے معترض کی تائید ہوتی ہے۔اس نے میری رائے میں مزید قوت پیدا کی، نیز میرے موقف میں یقین کو پختہ کیا۔اپنے شہر لوٹنے کے بعد جب میں نے کتب حدیث کا مطالعہ کیا تو یہ واضح ہو گیا کہ میرا قول اسلاف کے موافق تھا۔ولله الحمد على ماأنعم۔

جواب آپ کے سامنے ہے، میں وہی حدیث سند کے ساتھ پیش کروں گا۔ اور ساتھ ہی **امام بخاری**، **امام بیہقی**، **عبدالرزاق** اور دیگر محدثین کے نزدیک اس کے مراتب بیان کروں گا۔

امام بخاری اپنی **صحیح** میں حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان سے راوی انہوں نے عرض

---

(۱) شیخ جمیل عرب کے ایک جید و ممتاز عالمِ دین ہیں۔انہوں نے ابولہب کی تخفیفِ عذاب کے بارے میں وارد حدیث پر کلام کیا ہے۔

کی: یارسول اللہ ﷺ! میری بہن بنت ابی سفیان سے نکاح کر لیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں یہ پسند ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! اگر میں اکیلی آپ کی بیوی ہوتی تو پسند نہ کرتی... الی ان قال عروة... عروہ نے کہا: ثویبہ ابو لہب کی لونڈی تھی اور ابو لہب نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔ پھر انہوں نے سرکار علیہ السلام کو دودھ پلایا۔ جب ابو لہب مر گیا تو اس کے کسی گھر والے نے مرنے کے بعد خواب میں برے حال میں دیکھا، تو پوچھا: کیا حال ہے؟ وہ کہنے لگا: مرنے کے بعد میں نے کوئی بھلائی نہیں پائی مگر یہ کہ ثویبہ کو آزاد کرنے کے بدلے اس انگلی سے سیراب کر دیا جاتا ہوں۔[۱]

اس حدیث کو موضوع کہنے والے سے میرا سوال ہے: تم ان ائمہ کرام کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو جنہوں نے اس حدیث کی روایت کی اور اس کو قبول کیا؟ کیا تم یہ کہنے کی جسارت کرتے ہو کہ انہوں نے مدعا اور روایت کی پرواہ کیے بغیر اپنی کتابوں میں کذب بیانی سے کام لیا ہے؟ اور اگر معاملہ تمہارے گمان کے مطابق ہو تو ان کے اقوال پر کیوں کر اعتماد کیا جائے گا۔ حالاں کہ یہی لوگ علم نبوی کے حامل اور دین حنیف کے امین ہیں۔ یہ تو شریعت کے محافظ علمائے کرام سے امان اٹھا لینا بلکہ دین کی بنیاد ہی ڈھا دینا ہے۔ اسی سے حدیث مذکور کو قبول کرنے والے علمائے کرام کے بارے میں شیخ جمیل کے سوال کا جواب بھی حاصل ہو گیا۔

یہ بھی ظاہر ہوا کہ اس حدیث کو کذب مان کر رد کرنے والے کے لئے اپنے مدعا

---

(۱) صحیح البخاری-ج: ۲-ص:۷٦٤ - کتاب النکاح- مجلس برکات

کے اثبات میں اسلاف کا کوئی قول نہیں۔ اگر کسی کا قول ہے، تو ان کا نام پیش کرے۔ میں معترض اور اس کے مؤیدین سے سوال کرتا ہوں آخر حدیث کو موضوع کہنے پر کس چیز نے مجبور کیا؟ حالاں کہ تمہارے لئے اسلاف میں بہترین نمونہ ہے۔ انہوں نے تمہاری طرح قول نہیں کیا بلکہ حدیث کو مرسل مانا ہے۔ اب ہم امام **ابن حجر عسقلانی** کا قول نقل کرتے ہیں جن کو تم اپنی گفتگو میں سند بناتے اور اعتماد کرتے ہو۔ وہ کہتے ہیں:

حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ کافر کو آخرت میں عمل صالح کا بدلہ ملے گا لیکن یہ قرآن کے ظاہری معنی کے خلاف ہے اس لئے کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا﴾﴿الفرقان:۲۳﴾

(ترجمہ: اور جو کچھ انہوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کر دیا)۔

اجیب اولاً (پہلا جواب یہ دیا گیا ہے) کہ حدیث مرسل ہے، عروہ نے اس کا ارسال کیا ہے اور مروی عنہ کو ذکر نہیں کیا۔ اور اگر موصول مانا جائے تو حدیث میں خواب کا بیان ہے جو کہ حجت نہیں۔ یا پھر ممکن ہے جس نے خواب دیکھا وہ بعد میں اسلام لایا ہو، تب بھی لائق استدلال نہیں۔

دوسرا جواب: حدیث کو مقبول ماننے کی صورت میں احتمال ہے کہ جن کا تعلق سرکار علیہ السلام سے ہے، وہ اس آیت سے مخصوص ہوں۔ حضور علیہ السلام کے چچا ابو طالب کا واقعہ دلیل ہے کہ ان سے تخفیف وارد ہوئی ہے۔

امام بیہقی نے کہا: کافروں سے جو خیر کی نفی آئی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو جہنم سے نکالا جائے گا نہ ہی جنت میں داخل کیا جائے گا اور ممکن ہے ان کے اعمال خیر کی بنا پر اس عذاب سے تخفیف ہو جائے جس کے وہ کفر کے سوا دیگر گناہوں کے ارتکاب سے مستحق ہوئے۔

قاضی عیاض نے کہا: «اس بات پر اجماع ہے کہ کفار کو ان کے اعمال نفع نہیں پہنچائیں گے، نہ وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے، نہ ہی عذاب میں تخفیف ہو گی اگرچہ بعض بعض سے سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔» **قلت**: یہ [1] امام بیہقی کے ذکر کردہ احتمال کے منافی نہیں۔ اس لئے کہ جو کچھ [2] قرآن میں آیا ہے وہ گناہ کفر سے متعلق ہے۔ رہے کفر کے سوا دیگر گناہ، تو ان کی تخفیف سے کوئی چیز مانع نہیں [3]۔

اقول: جب آپ ابن حجر عسقلانی کے قاضی عیاض سے نقل کردہ قول کو خود قاضی عیاض کے «الاکمال» میں اس سے کچھ پہلے بیان کردہ قول سے تطبیق دیں گے اور وہ قاضی عیاض کی ذکر کردہ آیات اور حدیث (جس میں سرکار علیہ السلام کی شفاعت سے ابو طالب کی تخفیف آئی ہے) کے مابین معارضے کا جواب ہے۔ جب آپ ایسا کریں گے تو آپ کلام کے سیاق و سباق میں صریح مناقضے اور اس کے جواب پر مطلع ہو جائیں گے۔ اس

(۱) قاضی عیاض کا قول

(۲) کافروں کے بارے میں عدم نفع

(۳) فتح الباری - ج:۹، ص:۱٤٦

لئے کہ اجماع کو محل منع میں حکایت کیا ہے جیسا کہ گذشتہ کلام سے ظاہر ہے۔

امام ابن حجر کا نے فرمایا: امام **قرطبی** نے کہا: یہ تخفیف حدیث کے ساتھ خاص ہے اور جن کے بارے میں حدیث آئی ہے ان کے ساتھ۔

اور **ابن منیر** نے حاشیہ میں کہا: یہاں دو باتیں ہیں پہلی محال ہے اور وہ کافر کی طاعت کا حالت کفر میں اعتبار کرنا ہے۔ اس لئے کہ طاعت کا قصد صحیح کے ساتھ واقع ہونا شرط ہے، اور یہاں پر یہ مفقود ہے۔ دوسری بات ہے کافر کو محض فضل الٰہی سے بعض اعمال کا بدلہ دینا اور یہ عقلاً محال نہیں۔ جب یہ ثابت ہو گیا تو ابو لہب کا ثویبہ کو آزاد کرنا لائق اعتبار عبادت نہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالی اس پر اپنا فضل کرے جیسا ابو طالب پر کیا۔ اور اس فضل واحسان کی نفی واثبات میں اتباع، شریعت کے بتانے پر موقوف ہو گی۔ قلت: اور اس کا تتمہ یہ ہے کہ کافر کی نیکی پر اللہ تعالی کا یہ فضل واحسان اپنے محبوب ﷺ کے اکرام کے سبب ہے۔ واللہ اعلم [1]۔ امام ابن حجر نے ایک دوسرے مقام پر حضور علیہ السلام کے اس قول «لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي» کے تحت کہا:

حضرت عباس کی اس حدیث سے ثابت ہے کہ یہ ترجی متحقق الوقوع ہے۔ مگر اس حدیث پر اللہ تعالی کے ارشاد: ﴿فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ﴾ ﴿المدثر: ٤٨﴾ (ترجمہ: تو انہیں سفارشیوں کی سفارش کام نہ دے گی۔) سے اعتراض وارد ہوتا ہے۔ [2] تو

---

(۱) فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج:۱۱- ص:٤٠٤ - کتاب النکاح- دار ابی حیان

(۲) کہ قرآن میں کافروں سے منفعت کی نفی کی گئی ہے، جبکہ حدیث سے ثابت ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث خاص ہے، اسی لئے علمائے کرام نے اس کو خصائص نبوی میں شمار کیاہے اور کہا گیاہے: آیت کے اندر مذکور نفع کا معنی اور ہے حدیث میں اور۔ آیت میں جہنم سے نکالنامراد ہے اور حدیث میں تخفیف عذاب۔امام قرطبی نے بھی اس جواب کا جزم کیا۔

امام بیہقی «البعث» میں رقم طراز ہیں: ابو طالب کے بارے میں روایت صحیح ہے۔اس میں انکار کی کوئی سبیل نہیں۔اور میرے نزدیک اس کی صورت یہ ہے کہ کفار کی شفاعت اس خبر صادق کی بناپر ممتنع ہے جس میں آیاہے کہ ان کےبارے میں کسی کی شفاعت قبول نہیں کی جائے گی۔یہ ہر کافر کے حق میں عام ہے۔ لہذا جائزہے اس سے وہ لوگ خاص ہوں، جن کی تخصیص حدیث سے ثابت ہے۔

نیز لکھتے ہیں: بعض اہل نظر نے اُس کو اِس پر محمول کیاہے کہ کافر کو اس کے کفر اور دیگر گناہ دونوں پر عذاب دیا جائے، گا تو ممکن ہے اللہ رب العزت شافع کی طیب قلب کی خاطر بعض کافروں سے گناہوں کا عذاب ہلکا کر دے گا، کافر کو ثواب کی غرض سے نہیں،اس لیے کہ اس کی نیکیاں کفر پر موت کے سبب اکارت ہو گئیں۔جیسا کہ امام مسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں: کافر کو نیکیوں کا بدلہ دنیاہی میں دے دیاجائے گا یہاں تک کہ جب وہ آخرت میں لایاجائے گاتواس کے پاس کوئی نیکی نہ ہو گی۔

امام قرطبی نے« المفهم» میں کہا: اس شفاعت میں اختلاف ہے آیابزبان قال

ہو گی یا بزبان حال۔ پہلی قسم پر آیت ﴿فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ﴾[1] سے اعتراض پڑتا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں تخصیص کا امکان ہے۔ دوسری قسم کا معنی یہ ہے کہ ابو طالب نے نبی علیہ السلام کی تعظیم و تکریم اور نصرت وحمایت میں ہر ممکن کوشش کی، تو اس کا صلہ تخفیف عذاب کی صورت میں دیا گیا۔ اس پر شفاعت کا اطلاق کر دیا گیا اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب ہوئی۔

نیز کہتے ہیں: یہ بھی جواب دیا گیا ہے کہ مخفف عنہ نے جب تخفیف کا اثر ہی نہیں پایا تو گویا کہ اس نے نفع ہی نہیں پایا۔ اُس کی تائید اِس سے ہوتی ہے کہ اس کو لگے گا کہ جہنم میں اس سے کم عذاب میں کوئی نہیں کیونکہ جہنم کا تھوڑا عذاب بھی پہاڑ برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تو کم عذاب میں ہونے کے باوجود جہنمی پر یہ صادق آتا ہے کہ تخفیف سے اسے فائدہ نہ پہنچا۔

قلت: «باب النکاح» میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جو حدیث گزری وہ مذکورہ بالا کلام کے موافق ہے۔ اس میں عروہ نے کہا: «ابولہب کو خواب میں دیکھا گیا تو اس نے بتایا کہ میں نے تمہارے بعد کوئی خیر نہیں پائی مگر یہ کہ ثویبہ کو آزاد کرنے کے صلے میں سیراب کیا جاتا ہوں» اس پر کلام گزر چکا۔

امام قرطبی نے «التذکرۃ» میں اس کو جائز قرار دیا کہ جب کافروں کا حساب کتاب ہو گا، تو کفر کے سبب ان کی بداعمالیوں کا پلڑا بھاری اور نیکیوں کا ہلکا ہو گا پھر جہنم میں ڈال

---

(۱) ترجمہ: تو انہیں سفارشیوں کی سفارش کام نہ دے گی۔ (مدثر: ۴۸)

دیے جائیں گے۔ مگر ان کی حالتیں مختلف ہوں گی۔ جس کے پاس آزاد کرنے یا مسلمانوں سے خیر خواہی جیسی نیکیاں ہوں گی اس کی حالت اس سے الگ ہو گی جس کے پاس ان میں سے کچھ نہیں۔ لہذا احتمال ہے کہ باعتبار عمل، عذاب میں تخفیف کر دی جائے۔ اس لئے کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا﴾ ﴿الأنبياء:٤٧﴾ (ترجمہ: اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہو گا۔)

قلت: لیکن یہ بحث محل نظر ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالی کا قول ﴿وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُم مِّنْ عَذَابِهَا﴾ ﴿الفاطر:٣٦﴾ (ترجمہ: اور نہ ان پر اس کا عذاب کچھ ہلکا کیا جائے گا) اور امام مسلم کی حضرت انس سے روایت کردہ حدیث، اس کے معارض ہیں۔

رہا وہ جس کو ابن مردویہ اور امام بیہقی نے عبداللہ بن مسعود سے مرفوعًا روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی مسلمان یا کافر ایسا نہیں جس کے احسان کا بدلہ اللہ تعالی نہ دے۔ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کافر کا بدلہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مال، اولاد اور صحت وغیرہ۔ پھر صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آخرت میں کیا بدلہ دیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بعض کا عذاب بعض سے کم ہو گا۔ پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ﴿أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ ﴿الغافر: ٤٦﴾ (ترجمہ: حکم ہو گا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو۔) تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے، اور ثابت ماننے کی صورت میں احتمال ہے کہ تخفیف کفر کے علاوہ دیگر گناہوں

کے عذاب سے متعلق ہو[۱]

علامہ عینی نے کہا: قولہ: «بعَتاقتی»أی بسبب عتاقتی ثوبة یعنی میرے ثویبہ کو آزاد کرنے کے سبب سے۔اور عَتاقة عین کے فتح کے ساتھ ہے اور عبدالرزاق کی روایت میں بعِتقي ہے۔ بعض نے کہا ہے یہی مناسب ہے اور باعتاقی کہنا اس لئے مناسب ہے کہ اس سے مراد رقیت سے آزاد کرنا ہے۔قلت: اس قول کے قائل نے علامہ کرمانی کے کلام سے احذ کیا ہے کیونکہ انہوں نے کہا ہے اگر اس کا معنی رقیت سے آزادی ہے تو باعتاقی کہنا زیادہ مناسب ہے۔قلت: ناقل اور منقول دونوں میں سے کسی کا کلام درست نہیں کیونکہ عِتق، عَتاقة، اور عِتاق سب کے سب عتق العبد کے مصادر ہیں۔اور ناقل کا قول «وھو اوجه» مناسب نہیں کیونکہ عِتق اور عَتاقة دونوں کا معنی ایک ہے، تو عتق کو اوجہ کہنا کیونکر درست ہو گا۔

پھر ان کا قول «باعتاقی کہنا زیادہ مناسب ہے اس لئے کہ رقیت سے آزاد کرنا مراد ہے» اس شخص کا کلام ہے جس کو کلام عرب پر واقفیت نہیں۔اس لئے کہ صاحب «المغرَب» نے کہا ہے: «عتق کا معنی الخروج من المملوکیة ہے (یعنی ملکیت سے نکلنا) اور یہی رقیت سے آزاد ہونا ہے اور عتق کبھی أعتقه مولاہ کے مصدر اعتاق کے قائم مقام ہوتا ہے۔»

---

(۱) فتح الباري – ج:۱۱ –ص: ٤٣١

«التوضیح» میں ہے: اس حدیث سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ کافر کو ان اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جن کی بنا پر وہ اہل ایمان سے قریب ہو۔ مثلا ابو طالب۔ مگر ابو لہب کی تخفیف ابو طالب کی تخفیف سے کم ہے کیونکہ ابو طالب نے آقا علیہ السلام کی نصرت و حمایت کی اور ابو لہب سرکار علیہ السلام کا دشمن تھا۔

ابن بطال نے کہا: حدیث قدسی «ان رحمته سبقت غضبه» (ترجمہ: اللہ کی رحمت اس کے غضب کے آڑے آجائے گی) کے معنی میں یہ تاویل کرنا کہ اس کی رحمت دائمی جہنمیوں سے منقطع نہیں ہوگی، صحیح ہے کیونکہ اس کے لیے ایسا عذاب پیدا کرنا ممکن ہے جس کی طرف نسبت کرتے ہوئے جہنمیوں کو جہنم کا عذاب ہلکا محسوس ہو۔ محققین کا مذہب یہ ہے کہ دنیا میں کی گئیں نیکیوں کے سبب کافر سے عذاب کم نہ ہوگا۔ بلکہ اس کو دنیا ہی میں بدلہ دیا جائے گا۔ قاضی عیاض نے کہا: کافروں کو ان کے اعمال نفع نہ دیں گے۔ ان کو جنت میں داخل کیا جائے گا نہ عذاب میں تخفیف ہوگی۔ لیکن بعض بعض سے باعتبار جرم سخت عذاب میں ہوں گے۔

علامہ کرمانی نے کہا: کافر کے لئے عمل صالح نافع نہیں اس لئے کہ خواب دلیل نہیں بنتے۔ اور بر سبیل تسلیم احتمال ہے کہ عمل صالح اور وہ خیر جو سرکار علیہ السلام سے متعلق ہے، مخصوص ہو جیسا کہ ابو طالب کو تخفیف سے نفع ہوتا ہے۔

علامہ سہیلی نے ذکر کیا: حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: جب ابو لہب مرا تو ایک سال بعد میں نے اسے خواب میں بری حالت میں پایا۔ اس نے بتایا کہ مرنے کے

بعد مجھے کوئی راحت نہ پہنچی مگر یہ کہ ہر پیر کو عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔

نیز فرمایا: وہ اس لئے کہ نبی علیہ السلام پیر کے روز پیدا ہوئے اور ثویبہ نے ابو لہب کو سرکار علیہ السلام کی ولادت کی خوشخبری دی۔ تو ابو لہب نے ان کو آزاد کر دیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ عروہ کا قول «ابو لہب جب مرا تو اس کے کسی گھر والے نے اس کو خواب میں دیکھا ۔۔الخ» خبر مرسل ہے جس کا عروہ نے ارسال کیا اور مروی عنہ کو ذکر نہیں کیا۔ اور اگر موصول مانا جائے تو اس حدیث میں خواب کا بیان ہے جو کہ حجت نہیں اور ممکن ہے جس نے خواب بیان کیا وہ بعد میں اسلام لایا، تب بھی لائق استدلال نہیں۔ دوسرا جواب: بر سبیل قبول احتمال ہے کہ جن کا تعلق سرکار علیہ السلام سے ہے وہ اس سے مخصوص ہوں اور ابو طالب کا واقعہ دلیل ہے کہ ان سے تخفیف ہوئی اور سختی سے کچھ راہ ملی۔ امام قرطبی نے کہا: یہ تخفیف ان کے ساتھ خاص ہے جن کے بارے میں نص وارد ہوئی۔ (۱)

«مواھب اللدنیۃ» میں ہے: ابو لہب کی آزاد کردہ ثویبہ نے نبی کریم ﷺ کو دودھ پلایا۔ انہوں نے ابو لہب کو ولادت مصطفی ﷺ کی خبر دی تو ابو لہب نے ان کو آزاد کر دیا۔ ابو لہب کو اس کی موت کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو اس سے دریافت کیا گیا: کیا حال ہے؟ اس نے کہا: جہنم میں ہوں، مگر ہر پیر کی شب عذاب کم ہو جاتا ہے اور انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا: ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی چوستا ہوں اور یہ ثویبہ کو سرکار علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری دینے کے وقت آزاد کرنے اور ان کے سرکار علیہ السلام کو

---

(۱) عمدۃ القاری، ج:۲۰، ص ۹۵

دودھ پلانے کے سبب ہے۔

ابن جزری نے کہا (اور یہ، بقول علامہ زرقانی، حافظ ابو الخیر شمس الدین ابن الجزری محمد بن محمد بن محمد دمشقی امام القرآت حافظ حدیث، صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ انہوں نے ایک کتاب «النشر فی القراءات العشر» لکھی جس کی کوئی نظیر نہیں۔ ۷۵۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۳۳ھ میں وفات پائی۔) وہ کہتے ہیں: جب ابولہب جیسے کافر کو نبی علیہ السلام کی ولادت پر خوشی منانے کا بدلہ جہنم میں دیا جائے گا تو سرکار علیہ سلام کے امتی کی کیا شان ہوگی جو ان کی ولادت پر خوشیاں مناتا ہے، حسب استطاعت سرکار علیہ السلام کی محبت میں خرچ کرتا ہے۔ مجھے میری عمر کی قسم! بے شک اللہ رحیم اپنے فضل سے اس کو جنت نعیم عطا فرمائے گا۔[1] «شرح المواهب» میں علامہ زرقانی نے حدیث میں وارد ابولہب کے قول «بشرتنی بولادة النبیﷺ و بارضاعها له» کے تحت فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد﴿ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا ﴾[2] اس کے معارض نہیں اس لئے کہ کافروں کو جہنم سے نکالا جائے گا نہ جنت میں داخل کیا جائے گا۔ گویا کہ ان کو کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ جیسا کہ امام بیہقی نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ یا اس لیے کہ ان کے اعمال بعد حشر اکارت ہوں گے اور یہ سب اس سے پہلے ہوگا۔

علامہ سہیلی نے کہا: اس نفع کا مطلب عذاب میں کمی ہونا ہے ورنہ کافر کے سارے

---

(۱) المواهب اللدنية- ج:۱- ص:۸۹

(۲) ترجمہ: ہم نے انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کر دیا۔ (سورۃ: الفرقان: ۲۳)

اعمال بالاتفاق رائیگاں ہیں۔اور حافظ شمس الدین ابن جزری نے کفار سے عمل خیر کی بناپر کفر کے سوا دیگر گناہوں کے عذاب سے تخفیف کو جائز قرار دیا ہے ان کے فروع کے مکلف ہونے کی بناپر۔

«التوشیح» میں ہے: کہا گیا ہے یہ کہ نبی علیہ السلام کی تعظیم کے سبب ابو لہب کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ ابو طالب سے تخفیف ہوئی۔ نیز کہا گیا ہے عمل خیر کرنے والے ہر کافر کی تخفیف سے کوئی چیز مانع نہیں اور حافظ شمس الدین محمد بن ناصر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

اِذا کَانَ ھذا کَافِرٌ جَاء ذَمُّه و تَبَّت یَدَاه فِي الجَحِیم مُخلَّدا
اَتی اَنه فِي یَوم الإ ثنَین دَا ئِمًا یُخفّف عَنه للسّرُورِ بأ حمَدَا
فَمَا الظّنّ بالعَبدالذي کَانَ عُمره بِأ حمَد مَسرُورًا فمَاتَ مُوَحّدا

ترجمہ: جب یہ ایسا کافر ہے جس کی مذمت قرآن میں آئی اور وہ جہنم میں ہمیشہ ہلاک ہو، اس کے بارے میں آیا کہ ہر پیر کے دن نبی علیہ السلام کی ولادت کی خوشی منانے کے سبب تخفیف ہوتی ہے تو سوچیے، اس بندۂ مومن کی کیا شان ہوگی جس نے تمام عمر عید میلاد کی خوشیاں منائیں اور ایمان کے ساتھ رخصت ہوا۔[1]

معترض اور اس کے ہم نواؤں کے لیے یہاں ایک نمونہ ہے اور معاملے میں وسعت ہے۔ سلف صالحین کی اقتدا کرتے ہوئے ہم پر حجت قائم نہ کر سکیں گے۔اور کیوں

(۱) شرح الزرقاني على المواهب اللدنية-ج:۱-ص:۲٦۱

کر ہو کہ ابن حجر عسقلانی اور یوں ہی علامہ عینی کے کلام سے صاف ظاہر ہے کہ وہ (ابن حجر) اس جواب سے راضی نہیں اسی وجہ سے انہوں نے کلام کی ابتدا ‹‹اجیب›› صیغۂ تمریض سے کی اور اس کے فورا بعد جواب لا کر اس کو ثابت کیا۔ نیز امام بیہقی وغیرہ سے جو مختار قول منقول ہے اس کا اقرار کیا کیونکہ انہوں نے بیہقی وغیرہ سے محل استدلال میں نقل کیا ہے۔ اور علت بنانا اعتماد کی دلیل ہوتی ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

جب قاضی عیاض اور امام ابن حجر کی ان سے منقول عبارت ‹‹انعقد الاجماع علی .....اھ›› کا ذکر چھڑ ہی گیا، نیز معترض کے مؤیدین نے قاضی عیاض کے اسی قول کو معرض استدلال میں پیش کر ہی دیا، تو میں ضروری سمجھتا ہوں کہ قاضی عیاض کی وہ عبارتیں پیش کروں جو معترض کی دلیل کو باطل کر دیں۔ وہ ‹‹الاکمال›› میں گزشتہ عبارت سے کچھ پہلے لکھتے ہیں: حضور ﷺ سے پوچھا گیا: کیا آپ سے ان (ابو طالب) کو کچھ فائدہ پہنچا؟ اس کے جواب میں آقا ﷺ نے فرمایا: میں نے انہیں سختی میں پایا، تو آسانی کی طرف کچھ راہ دی۔ پھر دوسری حدیث میں فرمایا: لعله تنفعه شفاعتي (مجھے امید ہے کہ میری شفاعت انہیں نفع دے گی۔) حالاں کہ اللہ تعالی کافروں کے بارے میں فرماتا ہے ﴿فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ﴾ ﴿المدثر: ۴۸﴾ (ترجمہ: تو انہیں سفاریوں کی سفارش نفع نہ دے گی۔) اور ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ﴾ ﴿التوبة: ۱۱۳﴾ (نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں۔)

فالجواب: اس میں صراحۃً مذکور نہیں کہ نبی علیہ السلام نے ابوطالب کے حق میں شفاعت کی۔ بلکہ اس کی خبر ہے کہ سرکار علیہ السلام کی قربت وحمایت نے ان کو نفع پہنچایا۔ جس طرح برکت نبوی ﷺ کی وجہ سے، جو سب کو عام ہے، ابولہب کو نبی علیہ السلام کی دایا ثویبہ کو آزاد کرنے کے صلے میں سیراب کیا جاتا ہے۔ اِس سبب اُس کے عذاب میں تخفیف ہوئی۔ یہی حالت ان کافروں کے حق میں شفیع ہے نہ کہ سرکار علیہ السلام کا رغبت اور سوال کرنا۔[1]

ہر عقلمند کو غور کرنا چاہیے کہ معترض کے مؤیدین نے اپنے مطلب کا کلام نقل کیا اور باقی کو چھوڑ دیا اور امام قرطبی نے قاضی عیاض کے طرز پر جواب دیا۔ نیز ایک اور وجہ بیان کی: سرکار علیہ السلام کے قول «لعله تنفعه شفاعتی» میں ترجی متحقق الوقوع ہے۔ کیوں کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا: میں نے ان کو سختی میں پایا تو کچھ راہ دی۔ گویا کہ آپ ﷺ نے اِس کی خواہش کی تو آپ کو عطا کیا گیا اور آپ ﷺ اس کے حقدار ہیں۔ پھر اس میں اختلاف ہے کہ یہ شفاعت بزبان قال ہے یا بزبانِ حال۔ اگر پہلی صورت اختیار کریں کہ آقا علیہ السلام نے ابوطالب کے حق میں شفاعت کی تو اللہ تعالی کا قول ﴿فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ﴾ ﴿المدثر: ۴۸﴾ اور ﴿وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ﴾[2] ﴿الأنبياء: ۲۸﴾ اس کے معارض ہیں۔

---

(۱) اکمال المعلم بفوائد المسلم-ج:۱-ص:۵۹۶

(۲) ترجمہ: اور شفاعت نہیں کرتے مگر اس کے لئے جسے وہ پسند فرمائے۔

اس کے چند جواب ہیں جن میں سب سے بہتر یہ ہے کہ جس شفاعت کی آیات قرآنیہ میں نفی ہے وہ ایک خاص شفاعت ہے اور وہ جہنم سے نکالا جانا ہے۔اور مذکورہ بالا معارضہ فقط عموم خصوص کے مابین ہے جن میں اصلاً کوئی تعارض نہیں۔اس لئے کہ جمع و تطبیق ممکن ہے۔اور اگر شفاعت بزبان حال مانیں تو یہ مراد ہے کہ ابو طالب نے آقا علیہ السلام کی حد درجہ تعظیم و حمایت کی جس کے بدلے گناہوں کے عذاب میں ان سے تخفیف کر دی گئی۔اور ساتھ ہی ان کو آقا علیہ السلام کی معرفت حاصل تھی۔تو جب یہ سب سرکار علیہ السلام کے وجود پاک اور برکت سے ہوا تو اس کی نسبت سرکار علیہ السلام کی جانب کر دی گئی۔اور شفاعت کا اطلاق اس معنی پر بعید نہیں۔بعض شعرا نے یہ اسلوب اختیار کیا ہے:

فِی وَجھِہ شَافِع یَمحُوا سَاءَ تہ   اِلی القُلُوب وَجِیہ حَیثُمَا شَفَعَا

ترجمہ: اُس کے چہرے میں ایسا با اثر شفیع ہے جو اُس کی بدسلوکیاں مٹا دیتا ہے جس وقت شفاعت کرے[1]

اقول: تم جانتے ہو کہ اس سے بظاہر معارضہ دفع نہیں ہو گا اور ماقبل کی طرح اس کا ماحصل بھی خصوص ہی ہے۔معترض کو گزشتہ جواب مان لینا چاہیے اور بہر صورت نبی علیہ السلام کی خصوصیت کا قول کرنا پڑے گا۔نبی علیہ السلام کے لیے شفاعت ثابت ہے خواہ بزبان قال ہو یا حال۔اختلاف محض لفظی ہے۔

(۱) المفهم-ج:۱ - ص:٤٥٧

اور جیسا کہ امام قرطبی نے ثابت کیا کہ آقا علیہ السلام کی طرف، جن کے بارے میں نص وارد ہوئی ان سے کفر کے سوا دیگر گناہوں کے عذاب سے تخفیف کے معنی میں شفاعت منسوب کرنا، بعید نہیں مثلاً ابو طالب۔ اسی لئے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو طالب کی تخفیف سے متعلق احادیث کے لیے الگ سے باب باندھا «باب شفاعة النبی ﷺ لعمه فی التخفیف عنه» اور یہ قصۂ ابو لہب کے لیے نظیر اور اس کی تاکید ہے۔ اور اسی سے عروہ کی حدیث کو تقویت حاصل ہوئی ہے۔ نیز تلقی بالقبول سے اس کی تقویت میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔

ممکن ہے ابو لہب اور ابو طالب کے قصے میں وارد شدہ تخفیف اُس شفاعت کی وجہ سے ہو جو عامۃ الناس کو حاصل ہے۔ ان میں کفار بھی ہیں کہ بوسیلہ سرکار علیہ السلام تمام لوگ محشر کی ہولناکی سے نجات پائیں گے۔ اور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کے کئی درجات ہیں جن میں سب سے ادنی اور پہلی یہی شفاعت ہے جو تمام اہل حشر کو حاصل ہو گی۔

کیا یہ راحت پہنچانا کفار کے لیے محشر کی ہولناکی کے عذاب سے تخفیف نہیں؟

علامہ **باجوری** «شرح البردة» میں لکھتے ہیں:

آقا علیہ السلام کے لئے متعدد شفاعتیں ثابت ہیں۔ انہیں میں سے ایک نبی علیہ السلام کی شفاعت سے حساب کتاب کا جلدی شروع ہونا ہے جس وقت تمام لوگ سختی کی وجہ سے محشر کی ہولناکی سے چھٹکارے کے خواہاں ہوں گے، خواہ جہنم ہی میں جانا پڑے۔ یہی شفاعت کبریٰ ہے جس کو مقام محمود کہتے ہیں کیونکہ اولین و آخرین وہاں سرکار علیہ السلام کی

حمد کریں گے اور یہ نبی علیہ السلام کا خاصہ ہے۔

انہیں میں سے یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی شفاعت سے ایک جماعت بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہو گی۔ بلکہ قبروں سے اٹھ کر سیدھا جنت میں جائیں گے یہ بھی سرکار علیہ السلام کا خاصہ ہے۔

اس کے بعد کہا: انہیں میں سے ایک یہ کہ بعض کافروں سے عذاب میں تخفیف کرنا، جیسا کہ سرکار علیہ السلام کے چچا ابو طالب۔ اور اللہ رب العزت کا قول ﴿فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ﴾[1] اِس شفاعت کے منافی نہیں کیونکہ جس سے نفی آئی ہے وہ عذاب کفر کی تخفیف ہے۔ لہذا یہ دیگر گناہوں کی تخفیف کے منافی نہیں۔

اگر آپ اچھی طرح غور و فکر کریں گے تو یہ واضح ہو جائے گا کہ یہ شفاعتیں جو سرکار علیہ السلام کے لئے خاص ہیں اور خود سرکار علیہ السلام سے ثابت ہیں عمومیت وعید کی تخصیص پر دلالت کرتی ہیں۔ تو آقا علیہ السلام کو اختیار ہے کہ باذن الہی جس کو چاہیں عام سے خاص کر دیں۔ اس کی بے شمار نظیریں موجود ہیں جن کو میرے جد امجد امام احمد رضا خان قدس سرہ نے اپنے رسالے «الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلاء» میں جمع فرمایا ہے۔ وہ خود ایک مستقل رسالہ ہے۔ اسکے بارے میں سیدی اعلی حضرت فرماتے ہیں: اگر کوئی چاہے، تو ان تمام نظیروں کو اکٹھا کر کے ایک مستقل رسالہ بنا دے اور اسکا نام

---

(۱) تو نہ ان سے عذاب ہلکا ہو گا۔ (بقرہ: ۸۶)

«منية اللبيب ان التشريع بيد الحبيب» رکھے۔ پھر جو چاہے، اسکا مطالعہ کرے۔

☆ ☆ ☆

یہاں تک ہم نے نبی علیہ السلام کے سبب کفار سے تخفیف عذاب کی مثالیں بیان کیں اور یہ تخفیف کفر کے سوا دیگر گناہوں سے ہو گی۔ نیز قرآن کو سمجھنے کا مرجع حدیث ہے، اور ہم نے اس پر متعدد دلائل پیش کئے۔ اب ہم علامہ باجوری کے گزشتہ کلام پر دلائل پیش کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کی شفاعت سے ایک گروہ بغیر حساب و کتاب کے جنت میں جائے گا۔ بلکہ اپنی قبروں سے اٹھ کر سیدھا محلوں میں جائیں گے۔

امام بخاری حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت سے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کتاب جنت میں جائیں گے۔ یہ وہی لوگ ہیں جو نہ جھاڑ پھونک کرواتے ہیں نہ ہی بد فالی لیتے ہیں اور اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں [1]

جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں یہ ان تمام لوگوں سے مخصوص ہیں جن کے بارے میں ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَإِن تُبْدُوا مَا فِي أَنفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُم بِهِ

---

(۱) صحيح البخاري – باب من يتوكل على الله–ج:۸– ص: ٦٤٧٦– رقم الحديث : ٦٤٧٢

اللّٰہُ ﴾﴿البقرۃ: ۲۸۴﴾(ترجمہ: اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے جی میں ہے یا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔) معترض کی تائید کرنے والو اور عروہ کی حدیث کو موضوع گمان کرنے والو! کیا اس حدیث کے بارے میں بھی یہی کہوگے کہ جھوٹی ہے؟ یا پھر قرآن و حدیث کے درمیان تطبیق کا راستہ اختیار کروگے؟ جو تمہارا جواب ہوگا وہی ہمارا جواب ہے۔

گزشتہ کلام کی مناسبت سے یہاں دو حدیثیں ذکر کروں گا جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ قضائے مبرم رد ہو جاتی ہے[1]

پہلی: ابو شیخ نے «کتاب الثواب» میں انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کثرت سے دعا کرو اس لئے کہ دعا قضائے مبرم کو ٹال دیتی ہے۔

دوسری: دیلمی نے «مسند الفردوس» میں ابو موسی اشعری سے اور ابن عساکر نے نمیر بن اوس اشعری سے مرسلا، دونوں نے نبی علیہ السلام سے روایت کیا کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا: دعا اللہ کے لشکروں سے ایک ساز و سامان والا لشکر ہے جو قضا کو مبرم ہونے کے بعد ٹال دیتا ہے۔

(۱) جب کہ قضائے مبرم ٹالی نہیں جاتی۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔

علامہ **مناوی** نے «فیض القدیر» میں حدیث« اکثر من الدعاء فانه یرد القضاء المبرم» کے تحت فرمایا: یہاں مبرم سے مراد وہ محکم ہے جس کا معنیٰ اٹل ہے اور یہ لوح محفوظ اور صحف ملائکہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے محکم ہے، نہ کہ علم الٰہی میں۔ کیونکہ اس میں کمی وزیادتی نہیں ہوتی۔

قاضی عیاض نے کہا: **قضا:** وہ ازلی ارادہ ہے جو موجودات کے نظام کا ایک خاص ترتیب پر مقتضی ہو اور **قدر:** ان اشیا کا اپنے وقت میں ارادے سے متعلق ہونا ہے۔۔۔الخ۔

نیز فرمایا: إبرام الشیء کا معنیٰ إحکامه ہے۔ «الصحاح» میں ہے کہ أبرم الشیء سے مراد أحکمه ہے۔ زمخشری نے کہا مجازاً «أبرم الامر وأمر مبرم» بولا جاتا ہے۔

«کتاب الثواب» میں ابو شیخ نے حدیث «أکثر من الدعاء..اھ» روایت کی ہے۔ اس کی سند میں «عبد اللہ بن عبد المجید» ہیں۔ امام ذہبی نے «کتاب الضعفاء» میں ان کا ذکر کرتے ہوئے کہا: یحیی بن معین نے ان[1] کے بارے میں کہا: «لیس بشیء» اور ساتھ ہی شیخین کی علامت رقم کی۔ جب ابو الشیخ کی طرف یہ حدیث منسوب ہوئی، تو امام ذہبی نے اُس کو ناپسند کیا اور بعید جانا[2] حالاں کہ یہ حدیث، دیگر

---

(۱) عبد اللہ بن عبد المجید

(۲) کیوں کہ اس میں ایک راوی عبد اللہ بن عبد المجید ہیں، جن کے بارے میں کلام ہے۔

مشائخ کے یہاں بھی پائی جاتی ہے جن کے لیے رموز وضع کیے گئے ہیں[۱] ان میں خطیب بغدادی ہیں۔ انہوں نے حضرت انس سے یہی حدیث انہیں الفاظ کے ساتھ «تاریخ بغداد» میں نقل کی ہے[۲]

اقول: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول المبرم کی شرح میں علامہ مناوی کا قول یعنی یہ لوح محفوظ اور صحف ملائکہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے مبرم ہے نہ کہ علم الہی میں۔ کیونکہ اس میں کمی وزیادتی نہیں ہوتی، قضا کی ایک دوسری قسم شبیہ بالمبرم کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ لیکن اس پر تشبیہ کی وجہ سے مبرم کا اطلاق کر دیا گیا ہے یا اس لیے کہ وہ لوح محفوظ اور صحف ملائکہ میں مطلق ہے تو اس کو مبرم گمان کیا جاتا ہے اگرچہ علم الہی میں معلق ہوتی ہے۔ اس میں تحقیقی کلام میرے جد امجد امام احمد رضا خان قدس سرہ نے پیش کیا ہے جو درج ذیل ہے:

اس مقام کی تحقیق اس طور پر جو مجھے ملک علام نے الہام کی یہ ہے کہ احکام تشریعیہ جیسا کہ آگے آئیں گے دو وجہوں پر ہے: پہلا مطلق جس میں کسی وقت کی قید نہیں جیسے کہ عام احکام۔ دوسرا وقت کے ساتھ مقید جیسے اللہ تعالی کا قول﴿ فَإِن شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّىٰ يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا ﴾ ﴿النساء:۱۵﴾ (ترجمہ: پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو عورتوں کو گھر میں بند رکھو یہاں تک کہ انہیں موت اٹھالے یا اللہ ان کی کچھ راہ نکالے۔) تو جب قرآن میں زنا کی حد نازل ہوئی

---

(۱) یعنی ان کے بارے میں کسی کو کلام نہیں۔

(۲) فیض القدیر–ج:۲–ص:۸۳

حضور نے فرمایا: مجھ سے لو، بے شک اللہ نے ان عورتوں کے لیے سبیل مقرر فرمائی ۔۔۔الحدیث۔اس کو روایت کیا مسلم وغیرہ نے عبادہ رضی اللہ تعالی عنہ سے۔

اور مطلق علم الہی میں یا تو مؤبد ہوتا ہے یعنی ہر زمانے کے لئے، یا مقید یعنی کسی خاص زمانے کے لئے۔اور یہی اخیر حکم وہ ہے جس میں نسخ آتا ہے۔ گمان یہ ہوتا ہے کہ حکم بدل گیا اس لئے کہ مطلق، جس میں کسی وقت کی قید نہ ہو، کا ظاہر مؤبد ہے یعنی ہمیشہ کے لئے ہونا ہے۔ یہاں تک کہ کچھ اذہان کی طرف اس خیال نے سبقت کی کے نسخ حکم کو اٹھا دینے کا نام ہے اور ہمارے نزدیک اور محققین کے نزدیک وہ حکم کی مدت بیان کرنا ہے۔

اور احکام تکوینیہ بھی اسی طرح برابر، یعنی دو قسموں پر ہیں: تو ایک وہ جو صراحۃ مقید ہو جیسے ملک الموت علیہ السلام سے کہا جائے کہ فلاں کی روح فلاں وقت میں قبض کر مگر یہ کہ فلاں اس کے حق میں دعا کرے تو اس وقت میں قبض نہ کر۔اور دوسرا مطلق علم الہی میں نافذ ہونے والا اور یہی حقیقۃ مبرم ہے۔اور قضا کی ایک قسم وہ ہے جو مثلاً کسی کی دعا سے ٹل جائے اور وہ معلق مشابہ مبرم ہے۔ تو یہ (قسم) مخلوق کے گمان میں مبرم ہوتی ہے۔اس لیے کہ اس میں وقت کا اشارہ نہیں اور واقع میں (کسی شرط پر) معلق ہوتی ہے۔اور مراد حدیث شریف میں یہی ہے۔ رہا مبرم حقیقی (تو وہ مراد نہیں) اس لئے کہ اللہ تعالی کی قضا (مبرم) کو کوئی ٹالنے والا نہیں اور کوئی اس کے حکم کو باطل کرنے والا نہیں ورنہ جہل باری تعالیٰ لازم آئے گا۔ اللہ اس سے بہت بلند و برتر ہے [1]

---

(۱) المستند المعتمد–ص:٥٤

یہ احتیاط کرنے والوں کا ایک دوسرا نمونہ ہے اور محافظین دلائل کا ایک الگ ہی ڈھنگ ہے وہ معارضے کو پھیرنے کے لئے اس کے محامل تلاشتے ہیں اور جہاں تک بن پڑے تطبیق دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ نیز قرآن کریم کے معانی کو سمجھنے کے لیے ان کی طرف رجوع ضروری ہے اس لئے کہ یہ اُن ائمہ مجتہدین سے احذ کرتے ہیں جنہوں نے صحابہ سے لیا اور صحابہ کرام نے سرکار علیہ السلام سے، تو یہ لوگ قرآن و حدیث پر کامل بصیرت رکھتے ہیں۔ نیز عموم خصوص کے محامل و موارد سے بخوبی واقف ہیں لہذا جب کبھی سندِ حدیث، ضعیف ہو یا سند میں کلام ہو تو جب تک جمع و تطبیق کی صورت ممکن ہو اس کو رد حدیث پر ہر گز محمول نہیں کرتے ہیں۔

شیخ جمیل کے اعتراضات کے جوابات

بحمہ تعالی، جواب تام ہو گیا اور حق وصواب سے پردہ ہٹ گیا۔ مگر شیخ جمیل کا بعض کلام ابھی باقی ہے جس کا جواب ہم پیش کر رہے ہیں تاکہ حق مزید واضح اور شک زائل ہو جائے۔

رہا شیخ جمیل کا قول کہ: آپ سے کس نے کہا کہ حدیث «ان ابا لھب یخفف عنه العذاب» کو تلقی بالقبول حاصل ہے؟ اور اگر ہم سے پوچھو گے وہ حدیث کیا ہے تو ہم کہیں گے کہ جواب دلیل کے ساتھ ماسبق میں گزر چکا، اور حدیث اور اس کو قبول کرنے والوں کا مفصل بیان گزر چکا۔

قولہ: آپ قاضی عیاض سے منقول اہل سنت و جماعت کے اجماع سے کیسے غافل رہے؟

اقول: قاضی عیاض سے جو منقول ہے ہم اس کا جواب دے چکے ہیں جبکہ آپ ان کے علاوہ کے اقوال سے غافل ہیں۔ اور ہم ان اقوال کو بیان کر چکے۔

قولہ: تم قران میں اپنی رائے سے تاویل کرتے ہو۔

نقول: جس نے ہم پر یہ تہمت لگائی، ہم اس کا رد نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ ہم معاملے کو انصاف ور کی عدالت میں پیش کرتے ہیں۔ ہماری برأت میں ائمہ کرام کے گزشتہ اقوال کافی ہیں۔

قولہ: وہ کون علمائے کرام ہیں جن کا آپ حوالہ دے رہے ہیں؟

نقول: امام ابن حجر عسقلانی، جن کے بارے میں تم کہتے ہو کہ انہوں نے بھی قاضی عیاض سے اجماع نقل کیا، انہوں نے قاضی عیاض کے قول کا اقرار نہیں کیا جیسا کہ ان کے کلام سے ظاہر ہے۔ آپ سے کہا جائے گا: ہم ان کو اور ان کے اقوال بیان کر چکے۔

رہا شیخ جمیل کا قول: کیا قرآن واجماع کو چھوڑ دینا گمراہی نہیں ہے؟

تو ہم کہیں گے: اجماع کا دعوی محل منع میں ہے۔ اور ہمارے لئے آیات کے بارے میں امام قرطبی وغیرہ کا جواب کافی ہے۔ وہ لوگ کبار ائمہ اور ہدایت کے منارے ہیں۔ آپ کا یہ سوال ہم پر ہی منحصر نہیں بلکہ ان کی طرف بھی لوٹتا ہے۔ تو ان سے پوچھو اور یہی سوال ان سے کرو "کیا قرآن واجماع کو چھوڑ دینا گمراہی نہیں؟"

رہا آپ کا یہ کہنا: ایسے لوگوں سے اللہ کی پناہ جو قرآن کی تکذیب اور خرق اجماع پر فخر محسوس کرتے ہیں۔

تو ہم اس کے جواب میں مشغول نہیں ہوں گے۔ ہمارے لئے ائمہ کے اقوال کافی ہیں۔

قولہ: جو کچھ ابو طالب کے بارے میں وارد ہوا ہے اس کا جواب علمائے کرام دے چکے۔

نقول: ہاں! بے شک علمائے کرام اس کا جواب دے چکے۔ اور قاضی عیاض نے

بھی ہماری تائید کرنے والے علما کے مطابق جواب دیا۔ لیکن آپ نے جو یہاں نقل کیا ہے ہم اس پر مطلع نہیں۔ لہذا آپ سے تصحیح نقل کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔

رہاآپ کا قول«هذا لم ينص عنه احد » (اس کی کسی نے صراحت نہیں کی۔)

فنقول: جس کی طرف آپ نے لفظ«هذا»سے اشارہ کیا ہے، وہ غیر ظاہر ہے اور آپ کے قول«مدسوس عليهم»سے کیا مراد ہے؟

قوله: علمائے کرام خرق اجماع اور قرآن کی تکذب نہیں کرتے۔

نقول: ہاں! بے شک علمائے کرام نے قرآن واجماع میں سے کسی کا انکار نہیں کیا جیسا کہ ان کے کلام سے ظاہر ہے۔ اور یہ خود ساختہ جاہل صوفیوں کا کلام نہیں ہے اگرچہ تم گمان کرتے رہو۔ اور اسی سے ردِّ تام اور قاضی عیاض سے منقول اجماع کا جواب حاصل ہو گیا۔ اور جن علما کے اقوال ابو طالب کے سلسلے میں گزرے، ان میں قاضی عیاض بھی ہیں۔ ان کے کلام پر واقفیت رکھنے والا شک میں نہیں پڑے گا۔ اور ہم مکمل طور پر ان کا کلام بیان کر چکے ہیں۔

شیخ جمیل نے چند قرانی آیات بیان کی ہیں، ان میں سے بعض میں تصریح ہے کہ کافر

سے عذاب میں تخفیف نہیں ہو گی۔ ہم دیگر آیات کی طرح ان پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور ہم اس آیت ﴿آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا﴾[1] پر عمل پیرا ہیں۔ ہم نے اپنے موقف کی صراحت کر دی۔ نیز متعدد دلائل کے ساتھ علما کے اقوال پیش کیے جن سے معارضہ ختم ہو جاتا ہے۔

شیخ جمیل نے یہاں چند دیگر آیات ذکر کی ہیں جو تخفیف عذاب سے متعلق نہیں۔ بلکہ ان سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ کفار ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ کبھی نکالے نہ جائیں گے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے ﴿وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ﴾ ﴿البقرة: ١٦٧﴾ (ترجمہ: اور وہ جہنم سے نہ نکلیں گے) اور ﴿وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ﴾ ﴿المائدة: ٣٧﴾ (ترجمہ: اور وہ اس سے نہ نکلیں گے اور ان کو دوامی (ہمیشہ ہمیشہ کی) سزا ہے۔) ہاں! ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ کفار ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، کبھی نکالے نہ جائیں گے اور نہ ہی عذابِ کفر سے تخفیف ہو گی۔ اور بے شک اللہ حق فرماتا ہے، وہی ہادی ہے۔

---

(۱) ہم اس پر ایمان لائے۔ سب ہمارے رب کے پاس سے ہے (عمران: ۷)

تتمہ

بسا اوقات اس حدیث کے منکر امام ابن حجر عسقلانی کے جواب سے حیلہ تلاش کرتے ہیں جس میں حدیث بظاہر قرآن کے مخالف نظر آرہی ہے۔ جب کہ وہ امام ابن حجر کے جواب پیش کرنے کے طریقے سے ناواقف ہیں۔ انہوں نے اس جواب کو صیغہ تمریض کے ساتھ غیر سے نقل کیا ہے اور کہا «اجیب اولا بانه مرسل» منکرین حدیث اس جواب سے حجت پکڑتے ہیں، حالانکہ ان کے لیے اس میں کوئی دلیل نہیں۔ کیونکہ ہم احناف اور جمہور محققین کے نزدیک حدیث مرسل حجت ہے۔ «الالفية» میں ہے:

وَاحتَجَّ مَالِك كَذَا النُّعمَان　　وَتَابَعُوهُمَا بِه وَدَانُوا

ترجمہ: امام مالک، یوں ہی امام اعظم ابو حنیفہ اور ان دونوں کے متبعین نے اس (حدیث مرسل) سے استدلال کیا اور اس کو اختیار کیا ہے [۱]

امام سخاوی نے کہا: قول مشہور میں امام مالک یوں ہی امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے متبعین رحمہم اللہ نے اس (حدیث مرسل) سے استدلال کیا ہے۔ بلکہ امام نووی کی حکایت میں امام احمد بن حنبل، ابن قیم، ابن کثیر اور ان کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت نے اس کو قبول کیا اور اس کے مضمون کو پسند کیا ہے۔ یعنی ان میں سے ہر ایک نے حدیث مرسل کو احکام وغیرہ میں حجت مانا ہے۔ اور امام نووی نے «شرح المهذب» میں اکثر فقہا و محدثین سے

---

(۱) الفية الحديث- شعر : ۱۲۲

اس کو نقل کیا۔ نیز امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جمہور سے اس کی حکایت کی۔

ابو داؤد نے اپنے رسالے میں کہا: اکثر علمائے کرام حدیث مرسل سے استدلال کرتے رہے، مثلاً سفیان ثوری، امام مالک اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ۔ یہاں تک کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا دور آیا تو انہوں نے اس میں کلام کیا اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی موافقت کی[1]

امام سخاوی نے امام شافعی اور ان کے متبعین کا مذہب اور حدیث مرسل کو قبول کرنے کے سلسلے میں ان کے شرائط بالتفصیل بیان کرتے ہوئے استطراد[2] کیا۔ ہم اس سے رو گردانی کرتے ہیں۔ معترض اگر چاہے تو امام سخاوی کی کتاب «فتح المغيث في شرح الفية الحديث» کا مطالعہ کرے۔ اور امام سخاوی نے حدیث مرسل کو قبول کرنے کے سلسلے میں امام شافعی کی جن شرائط کو ذکر کیا ہے اس کا خلاصہ چند امور میں ہے جن کو علامہ مناوی نے «اليواقيت والدرر في شرح نخبة الفكر» میں بیان کیا ہے۔ عبارت درج ذیل ہے:

امام شافعی نے کہا: حدیث مرسل مقبول ہو گی اگر کسی دوسری سند سے اس کو تقویت

(۱) فتح المغيث فی شرح الفية الحديث- ج:۱-ص:۱۷۵

(۲) استطراد کا معنی یہ ہے کہ کلام کو اس طور پر لانا، جس سے دوسرا کلام سمجھا جائے۔ امام سخاوی نے جس طور پر امام شافعی کا مذہب بیان کیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرسل امام شافعی کے نزدیک حجت نہیں، حالاں کہ حجت ہے۔ اگرچہ انہوں نے چند شرائط کی قید لگائی ہے۔

پہنچے، خواہ وہ سند مسند ہو یا مرسل تا کہ نفس الامر میں محذوف راوی کا ثقہ ہونا راجح ہو جائے۔ یوں ہی کبار تابعین کی مرسل کو کسی ضعیف حدیث سے تقویت پہنچے جو صحابی کے قول و فعل یا اکثر علمائے کرام یا بغیر انکار کے عام ہونے یا پھر اس پر عمل درآمد ہونے کی وجہ سے ترجیح کی صلاحیت رکھے [۱]

علامہ مناوی محدثین کا ایک دوسرا طریقہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ایک جماعت جن میں **ابن حاجب** اور **صاحب البدیع** بھی ہیں، اس بات کی طرف گئی ہے کہ حدیث مرسل اگر ائمہ نقل، مثلاً **سعید ابن مسیب** اور امام **شعبی**، سے منقول ہو تو مقبول ہے۔ اور اس وقت مسند کے حکم میں ہو گی۔ [۲]

قلت: ائمہ احناف میں سے عیسی بن حبان سے اسی کے مثل حکایت کی گئی ہے۔ ابو بکر رازی جصاص «الفصول» میں فرماتے ہیں: عیسیٰ ابن حبان نے کہا: ہمارے ہم عصروں میں اگر کوئی نبی علیہ السلام سے ارسال کرے، تو اگر وہ ائمہ دین سے ہے تو اس کی مرسل مقبول ہے جس طرح اس کی مسند مقبول ہے۔ اور جن سے لوگ مسند احذ کرتے ہیں مرسل چھوڑ دیتے ہیں، ہمارے نزدیک ان کا ارسال موقوف ہے۔

ابو بکر رازی نے کہا: ان کے قول «جن سے لوگ مسند احذ کرتے ہیں مرسل چھوڑ دیتے ہیں» سے مراد حدیث کو قبول کرنا ہے نہ کہ صرف سننا۔ اس لئے کہ حدیث، خواہ مرسل ہو یا غیر مرسل، اس کا سماع جائز ہے۔ اس جیسی مرسل حدیث کے بارے میں

---

(۱) الیواقیت الدرر شرح نخبة الفکر-ج:۱-ص:۵۰۱

(۲) الیواقیت الدرر شرح نخبة الفکر-ج:۱-ص:۵۰۲-۵۰۳

عیسی، اپنی کتاب «المجمل والمفسر»، میں لکھتے ہیں: ایسی مرسل میرے نزدیک مسند سے قوی ہے۔ (یعنی ائمہ نقل کی مرسل میرے نزدیک ان لوگوں کی مسند سے قوی ہے جو ان اوصاف کے حامل نہیں۔)(۱)

☆ ☆ ☆

ہمارے بیان سے ظاہر ہو گیا کہ یہ حدیث مقبول ہے۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ احناف محققین کے نہج پر شرائطِ قبول کثرت سے پا لیےگیے۔ اور اس لیے بھی کہ وہ خیر القرون کے تابعی کی خبر ہے اور اس کا متعدد طرق سے آنا اور بغیر نکارے عام ہونا اس کی تقویت میں مزید اضافہ کرتا ہے۔

پس یہ حدیث جمہور، احناف محققین اور امام شافعی، سب کے کے نزدیک بالاتفاق مقبول ہے، تو وہ موصول کے حکم میں ہو گی۔ محض خواب ہونے کی بنا پر اس کو نکارنے کی کوئی صورت نہیں جیسا کہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ کی برکت، پیدائش سے قبل اور پیدائش کے وقت بھی، ظاہر و باہر اور سب کو عام تھی۔ ہر خاص و عام نے اس کا مشاہدہ کیا اور شہادت دی۔ کتب سیر کاہنوں کے ذریعے نبی علیہ السلام کے معاملے کی خبروں سے بھری ہوئی ہیں۔ اس کے خواب یا کافر کی خبر ہونے کے باوجود مصنفین و محدثین اپنی کتابوں میں نقل کرتے رہے۔ اسی سے معترض کے قول «لعل الذي راها لم يكن اذ ذاك اسلم» کا

---

(۱) الفصول في الاصول – ج:۳–ص:۱٤٦

جواب بھی ظاہر ہو گیا۔

پھر اس کے قول «لعل الذي راها۔۔۔اھ» میں چند وجوہ سے بحث ہے: **اول:** آپ نے کہاں سے متعین کر لیا کہ عروہ نے جس سے حدیث سنی وہ اس وقت مسلمان نہ تھا؟ بر سبیل تقدیر مان لیا کہ عروہ نے اسی شخص سے سنی؟ پھر یہ کہا سے ثابت ہے کہ عروہ نے اس سے صرف اسی وقت حدیث سنی؟ ممکن ہے عروہ نے اس کے اسلام لانے کے بعد سماع کیا ہو۔ جبکہ یہ بھی ممکن ہے کہ عروہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کے علاوہ کسی دوسرے صحابی سے سنی ہو۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے دخول اسلام پر ابھارنے والے سبب کے بارے میں خبر دی، جیسا کہ «شرح الهمزية» میں ہے: امام بیہقی، خطیب اور ابن عساکر وغیرہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ آپ کی علامت نبوت نے مجھے اسلام میں داخل ہونے پر ابھارا۔ میں آپ ﷺ کو پالنے میں دیکھا کرتا تھا، آپ ﷺ چاند سے کھیلا کرتے اور انگلی سے اس کی طرف اشارہ فرماتے۔ جہاں آپ کی انگلی جاتی چاند وہی جھک جاتا۔ سرکار علیہ السلام نے فرمایا: میں چاند سے باتیں کرتا تھا۔ وہ میرا جی بہلاتا تھا اور عرش کے نیچے سجدہ ریز ہوتے وقت میں اس کے جھکنے کی آواز سنتا تھا۔

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ ایمان لانے کا ارادہ رکھتے تھے مگر اس کو چھپاتے تھے اور اظہار کے لئے مناسب وقت کے انتظار میں تھے۔ ابھی اسی کشمکش میں تھے کہ اظہار کا موقع ملنے سے پہلے کفار کے ہمراہ اپنا ایمان چھپاتے

ہوئے بدر کے لئے روانہ ہوئے [۱] اور آپ مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہو گئے۔ پھر کھلم کھلا ایمان لے آئے حالانکہ پہلے چھپائے ہوئے تھے۔ تو ان کے ایمان واسلام کا حکم اسی وقت سے لگایا جائے گا جس کی خود انہوں نے خبر دی کہ جس وقت نبی علیہ السلام کو بچپن میں دیکھا تھا اسی وقت اسلام کی محبت دل میں پیدا ہو گئی تھی اور دن بدن بڑھتی گئی کبھی کم نہ ہوئی۔

میں اپنی تائید کرنے والے دلائل کو پانے کی امید میں لگا رہا یہاں تک کہ ان پر مطلع ہو گیا جو درج ذیل ہیں۔

امام ابن حجر اور علامہ عینی نے کہا — اور الفاظ ابن حجر کے ہیں — ابن اسحاق نے حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث تخریج کی کہ سرکار علیہ السلام نے فرمایا: اے عباس اپنا، اپنے دونوں بھتیجوں عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث اور اپنے حلیف، عتبہ بن عمرو کا فدیہ ادا کرو کیونکہ تم مال والے ہو۔ حضرت عباس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں پہلے ہی سے مسلمان ہوں مگر کفار نے مجھے مجبور کیا۔ [۲] سرکار علیہ السلام نے فرمایا: تمہارا معاملہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ اگر تم حق بول رہے ہو تو اللہ تمہیں اجر دے گا لیکن تم بظاہر ہمارے خلاف تھے۔ [۳]

ابن جوزی نے «کشف المشکل عن حدیث الصحیحین» میں

(۱) اس میں کفار کو شکست فاش ہوئی۔

(۲) کفار انہیں مجبوراً جنگ بدر میں لائے تھے۔

(۳) فتح الباري — ج:۷ — ص:۳۲۲ ، عمدة القاري — ج:۱۷ — ج:۱۱۶

کہا: سرکار علیہ السلام کے چچا عباس بن عبد المطاب آپ ﷺ سے تین سال بڑے تھے۔ زمانہ قدیم ہی میں مسلمان ہو چکے تھے، مگر اپنا اسلام چھپائے ہوئے تھے۔ بدر کے دن کفار و مشرکین کے ساتھ نکلے تو آقا علیہ السلام نے فرمایا: جس کا سامنا عباس سے ہو، وہ انہیں قتل نہ کرے اس لئے کہ انہیں مجبوراً جنگ پر لایا گیا ہے۔ پھر قیدی بنا کر آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں لائے گئے اور اپنی جان کا فدیہ دے کر مکہ لوٹ گئے۔ بعد میں ہجرت کر کے آئے ۔۔۔الخ۔[1]

ہم جیسے لوگوں کو۔۔جو نہ تو ناقد بصیر کے مرتبے کو پہنچنے اور نہ ہی سند پر کھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔۔حدیث مرسل کی تفصیل میں پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ ہمارا کام صرف ائمہ نقل کے عدل پر بھروسہ کرتے ہوئے حدیث مرسل کو قبول کرنا ہے۔

امام احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہ نے «الهاد الكاف فی حكم الضعاف» میں لکھا ہے: میں انصاف کرتے ہوئے کہوں گا: بعد کے لوگوں میں غیر ناقد کو حدیث مرسل سے استدلال کرنا لازم ہے۔اسے نقد و جرح کرنے کے بجائے ناقد کے قول پر اعتماد کرنا چاہیے۔اس لیے کہ یہ اس کے حق میں تکلیف مالا یطاق ہے۔ بلاشبہ، سند ذکر کرنا، نہ کرنا دونوں اس کے لئے برابر ہیں۔ محتاط ناقد کا قول قال رسول اللہ ﷺ اگر تصحیح صریح اور التزامی سے اعلی نہیں تو اس سے کم بھی نہیں۔اور جو مساہلت، حسن ظن اور خطا فی النظر کا یہاں (مرسل میں) احتمال ہے، وہ وہاں (مسند میں) بھی ہے۔ بلکہ تجربات و شواہد سے ثابت

---

(۱) كشف المشكل عن حديث الصحيحين-٤-ص:٧

بھی ہے۔

علاوہ ازیں ائمہ کرام نے اس کے معنی کی صراحت کی ہے۔ ان میں **ابن صلاح، طبری، نووی، زرکشی، عراقی، عسقلانی، سخاوی، زکریا انصاری** اور **امام سیوطی** وغیرہم ہیں۔ اسی لئے اگر معتمد امام، صحت حدیث کی صراحت کر دے یا حدیث کو ایسی کتاب میں وارد کرے جو صحت کو مستلزم ہو، تو اعتماد کے لیے یہی کافی ہے۔ اور اس سے استدلال جائز۔ جیسا کہ ہم نے «مدارج طبقات الحدیث» میں ان کی نصوص ذکر کیں اور یہی «الافادۃ الحادیۃ والعشرین» میں شیخ الاسلام سے ملا علی قاری کی بھی صراحت گزر چکی۔ تو پھر یہاں اعتماد نہ کرنے کی کیا وجہ ہے؟

یقیناً امام احمد بن حنبل اور یحیٰی بن معین کا قول «ھذا الحدیث صحیح» یوں ہی امام بخاری، مسلم، ابن خزیمہ اور ضیا مقدسی کا اپنی صحاح میں حدیث روایت کرنا، یوں ہی ابن منذری کا اپنی مختصر میں سکوت اختیار کرنا، ابن سکن کا صحیح اور عبد الحق کا اَحکام میں حدیث وارد کرنا، حدیث کی مقبولیت کے لئے کافی ہے۔

معتمد اور محتاط ناقد کا قول «قال رسول اللہ ﷺ کذا» یا «فعل رسول اللہ ﷺ کذا» اسی طرح نبی کریم ﷺ کے احکام واحوال، اخلاق کریمہ اور اوصاف حمیدہ کو بیان کرنا مقبول ہے جس طرح ان مذکورہ بالا ائمہ کی حدیث مقبول ہے۔[1]

---

(۱) الھاد الکاف فی حکم الضعاف– ص: ۲۳۱

تو حدیث کے مرسل ہونے کو حیلہ بنا کر رد کرنے کی کوئی صورت نہیں۔ اور جس کی تصحیح و ترجیح کا ائمہ کرام اشارہ کریں، ہمارے لئے اس کی پیروی کرنا کافی ہے۔ علاء الدین حصکفی «الدر المختار» میں کہتے ہیں: ہم پر ائمہ کرام کے صحیح اور راجح قول کی اتباع اسی طرح ضروری ہے جس طرح وہ ہمیں اپنی زندگی میں فتوی دیتے۔[1]

(۱) الدر المختار – ج: ۱ – ص: ۷۷

خلاصہ

خلاصہ بحث چند امور پر مشتمل ہے:

(۱) یہ حدیث مقبول ہے اور مرسل ہونے کے باوجود موصول کے حکم میں ہے۔

(۲) اس کو تلقی بلقبول حاصل ہے۔ ائمہ کبار نے اس کی تخریج کی اور اگر تنہا امام بخاری اس کو نقل کرتے تب بھی ہمارے لئے حجت ہوتی۔ اب جبکہ معتمد ائمہ کرام نے اس کی تخریج میں امام بخاری کی موافقت کی، تو بدرجہ اولیٰ حجت ہے۔

(۳) اس حدیث کی دوسری حدیث سے تائید ہوتی ہے اور اس معنی (تخفیف و تخصیص) کی متعدد احادیث آئی ہیں۔ جیسا کہ ہمارے گزشتہ کلام سے ظاہر ہے۔

(۴) حدیث، قرآن کے ظاہری معنی کے خلاف نہیں جیسا کہ ہم نے امام قرطبی وغیرہ سے جمع و تطبیق کا امکان نقل کیا ہے فتذکر۔

(۵) کفر کے سوا دیگر گناہوں کے عذاب کی تخفیف سے کوئی چیز مانع نہیں، دلائل ماسبق میں گزر چکے۔

(۶) جس عذاب کا ذکر آیت میں آیا ہے کہ کفار سے تخفیف نہیں ہو گی، وہ

مطلق نہیں بلکہ عذاب کفر کے ساتھ مقید ہے۔ تخصیص و تقیید کے دلائل گزر چکے۔

(۷) قرآن کریم کے معانی کو سمجھنے کا منبع و مرجع نبی علیہ السلام کے اقوال اور علمائے کرام ہیں، جن کے چند مراتب ہیں۔ انہی میں سے وہ علمائے کرام ہیں جنہوں نے ائمہ مجتہدین سے احذ کیا، انہوں نے صحابہ کرام سے اور صحابہ نے سرکار علیہ السلام سے۔انہیں میں ہمارے جیسے لوگ ہیں، جنہیں تصحیح و ترجیح میں کوئی درک حاصل نہیں۔تو ہماری ذمہ داری ہے کہ ائمہ نقل سے منقول احادیث اور قران و حدیث کے معانی سے بہرا اور فقہا پر اعتماد کریں۔جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّـهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ﴾﴿النساء: ٥٩ ﴾(ترجمہ:اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔)

(۸) حدیث کا خواب ہونا اس کی صحت کے لئے مضر نہیں، نہ ہی حدیث نا قابل احتجاج ہو گی۔

(۹) بلکہ جو کچھ «لعل الذي رأها لم يكن اذ ذاك اسلم» میں کہا گیا ہے وہ بھی مضر نہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔

(۱۰) ہم واضح کر آئے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ زمانہ قدیم میں اسلام لے آئے تھے لیکن وہ اپنا ایمان چھپاتے تھے۔تو ان کے بارے میں جو جواب دیا گیا ہے وہ درست نہیں ہے۔واللہ تعالی اعلم بالصواب۔

(۱۱) بسا اوقات حکم بظاہر مطلق نظر آتا ہے حالاں کہ مقید ہوتا ہے، جیسا کہ سیدی سرکار اعلی حضرت کی کتاب «المستند المعتمد» کی عبارت سے ظاہر ہے اور تقیید پر علما ہی متنبہ ہوتے ہیں۔

(۱۲) نبی علیہ السلام کی شفاعت کے کئی مراتب ہیں جن میں سب سے ادنی اہل محشر کو ہولناکی سے نجات دلانا ہے جیسا کہ گزر چکا۔ اسی کے ضمن میں محشر کی سختی سے جملہ کافروں کی تخفیف ثابت ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ بعض کافروں کے لئے تخفیفِ عذاب میں نبی کریم ﷺ کی شفاعت ثابت ہے جیسا کہ امام مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے۔ اور یہ تمام شفاعتیں عموم سے خصوص پر دلالت کرتی ہیں۔ ہو سکتا ہے آپ ہمارے کلام سے یہ سمجھیں کہ قرآن و حدیث کے دلائل کے مابین تعارض ہے کہ بعض افادہ کرتے ہیں کہ کافروں کے حسنات لائق شمار نہیں، ان پر ثواب نہیں دیا جائے گا نہ ہی آخرت میں تخفیف ہوگی اور بعض سے یہ مستفاد ہے کہ لائق شمار ہیں اور تخفیف ہوگی۔

یاد کرو اللہ رب العزت کا قول ﴿ وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ﴾ ﴿الأنبياء: ٤٧﴾ (ترجمہ: اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن تو کسی جان پر ظلم نہ ہوگا۔) جس کو امام قرطبی نے «التذکرۃ» میں اس بحث نظری کے استدلال میں پیش کیا ہے جس کو امام ابن حجر نے «الفتح» میں وارد کیا ہے

جو اس بات پر دال ہے کہ کافروں کے اعمال وزن کئے جائیں گے۔

اور اللہ تعالی کا قول﴿وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ ۚ فَمَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ ﴿وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَـٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُم بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ﴾﴿الأعراف: ٨،٩﴾ (ترجمہ: اور اس دن تول ضرور ہونی ہے تو جن کے پلے بھاری ہوئے وہی مراد کو پہنچے اور جن کے پلّے ہلکے ہوئے تو وہی ہیں جنہوں نے اپنی جان گھاٹے میں ڈالی۔ ان زیادتیوں کا بدلہ جو ہماری آیتوں پر کرتے تھے۔)

یہ آیت صراحۃً عموم وزن پر دلالت کرتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کفار کے اعمال بھی لائق اعتبار ہیں۔ تو حتی الامکان معارضے کو دفع کرنے کے لئے جمع و تطبیق اور تاویل و تخصیص ضروری ہے۔ تو صرف یہی راستہ ہے کہ اس بات کا اعتقاد رکھا جائے کہ ﴿إِنَّ اللَّـهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ﴾﴿النساء: ٤٨﴾ (بے بیشک اللہ شرک کو معاف نہیں کرے گا۔) رہا کفر کے علاوہ دیگر گناہوں کا معاف کرنا، تو اللہ جسے چاہے معاف فرمادے کہ یہ مشیت الٰہی پر ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے﴿وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ﴾ ﴿النساء:٤٨﴾

اور یاد کرو عبداللہ ابن مسعود کی حدیث، نبی علیہ السلام نے فرمایا: کوئی مسلمان یا کافر ایسا نہیں جس کے احسان کا بدلہ اللہ تعالی نہ دے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافر کا بدلہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مال، اولاد اور صحت وغیرہ۔ صحابہ

نے عرض کی: آخرت میں کیا بدلہ دیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: **بعض کا عذاب بعض سے کم ہو گا۔**

ابن حجر نے «الفتح» میں اِس کو نقل کرتے ہوئے کہا: اس کی سند ضعیف ہے۔[1] لیکن ان کا قول تمہارے خلاف حجت نہیں۔ کیونکہ انہوں نے سند پر حکم لگایا ہے نہ کہ متن پر۔ اور ضُعفِ سند ضُعفِ متن کو مستلزم نہیں۔ اور کیوں کر ہو جبکہ یہی معنی قصہ ابو طالب میں متعدد طرق سے آیا ہے۔ اور ابن حجر نے اسی معنی کو کفر کے علاوہ دیگر گناہوں کے عذاب سے تخفیف پر محمول کیا ہے۔ اور یہ، جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں، ان کا حدیث کو معنی صحیح پر محمول کرنا، امام قرطبی کے قول کو ثابت کرنا، نیز اپنے قول «اما الذنب غیر الکفر فما المانع من تخفیفه» کا بار بار اعادہ کرنا ہے۔ تو حدیث ثابت ہے، اگرچہ اس کی سند ضعیف ہے۔ اور روایت سے عدول نہیں کیا جائے گا جب کہ درایت بھی اس کے موافق ہو۔ یہ، حسب استطاعت، میں نے ائمہ کرام کے اقوال کی تلخیص کر دی۔

آخر میں ہم شیخ جمیل کی بارگاہ میں چند کلمات پیش کرتے ہیں: اے عزیز! معترض کی جہالت آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے، بلکہ بات کی گہرائی کو سمجھیے۔ اس لئے کہ بزرگوں نے کہا ہے «لا تنظر الی من قال، وانظر الی ما قال» (کہنے والے کو مت دیکھو، بلکہ جو کہ رہا ہے اسے دیکھو۔)

وصلی الله تعالی علی سیدنا محمد وصحبه خیر صحب وآله خیر آل

(۱) فتح الباري - ج:۱۱- ص:۴۳۲

ماخذ و مراجع

(۱) اکمال المعلم : قاضی عیاض مالکی، مکتبہ شاملہ

(۲) الدر المختار: علاءالدین حصکفی، مکتبہ شاملہ

(۳) شرح البردة: ابراہیم باجوری، ممبئی، ہند

(۴) شرح المواهب: محمد بن باقی زرقانی، مکتبہ شاملہ

(۵) شرح الهمزیة: ابن حجر ہیتمی مکی، مکتبہ شاملہ

(۶) صحیح البخاری: محمد بن اسماعیل بخاری، مجلس برکات، مبارک پور

(۷) عمدة القاری: بدرالدین محمد عینی، مکتبہ شاملہ

(۸) فتح الباری: ابن حجر عسقلانی، دار ابی حیان

(۹) فتح المغیث شرح الفیة الحدیث: شمس الدین محمد سخاوی، مکتبہ شاملہ

(۱۰) الفصول فی الاصول: ابوبکر احمد بن علی جصاص رازی، مکتبہ شاملہ

(۱۱) فیض القدیر: عبدالرؤوف مناوی، مکتبہ شاملہ

(۱۲) کشف المشکل عن حدیث الصحیحین: ابوفرج بن جوزی،

مکتبہ شاملہ

(۱۳) المستند المعتمد: احمد رضا قادری بریلوی، مجمع اسلامی، مبارک پور

(۱۴) المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم: ابوعباس احمد بن عمر قرطبی، مکتبہ شاملہ

(۱۵) المواہب اللدنیة: احمد قصطلانی، مکتبہ شاملہ

(۱۶) الهاد الکاف فی حکم الضعاف: احمد رضا قادری بریلوی، دارالسنابل/دمشق، شام

(۱۷) الیواقیت والدرر فی شرح نخبة ابن حجر: عبدالرؤوف مناوی، مکتبہ شاملہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
جس نے دین نبی کا تحفظ کیا
مسلکِ اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام
جس نے پیدا کیے کتنے لعل و گہر
حافظِ دین وملت پہ لاکھوں سلام
جشن دستار فضیلت
بفیض روحانی: امام اعظم ابوحنیفہ، شہنشاہ ولایت سیدنا سرکار غوث اعظم وخواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہم
بفضل نورانی: مجدد اعظم سیدی سرکار اعلیٰ حضرت، حضور حافظ ملت وحضور تاج الشریعہ علیہم الرحمۃ
زیر سرپرستی
صدر العلماء، خیر الاذکیاء، حضرت علامہ مولانا
محمد احمد مصباحی
حفظہ اللہ و رعاہ
زیر صدارت
محقق مسائل جدیدہ، حضرت علامہ مولانا مفتی
محمد نظام الدین رضوی مصباحی
حفظہ اللہ و رعاہ
زیر عنایت
فاضل ازہر حضرت علامہ مولانا
ازہر الاسلام مصباحی ازہری
حفظہ اللہ و رعاہ
زیر قیادت
ماہر علم وفن حضرت علامہ مولانا مفتی
محمد سلیم صاحب
حفظہ اللہ و رعاہ
زیر شفقت
استاذ القراء قاری محمد رضوان رضوی بہرائچی
استاذ الحفاظ حافظ وقاری محمد یعقوب شیری، بہیڑی
زیر حمایت
حضرت علامہ مولانا محمد واصف القادری صاحب
حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شاہد نبی صاحب
مکرمی .... تسلیمات وافرہ
بضیائے انوار فضل ربانی وبکرم آقائے لاثانی وبعنایت آل رسول مارہروی، بحر زیست میں خوشیوں کا طلاطم خیز طوفان برپا ہوگیا، چمن فیض رضا کی عطر بیز بھینی بھینی خوشبو سے مشام جاں معطر ہوگیا کہ جس سے فرحت وشادمانی کا فروزاں ہوا اور ہر منظر دلکش ودلفریب نظر آنے لگا یعنی بفیض سرکار مفتی اعظم ہند ۱ر جمادی الاخریٰ ۱۴۴۰ھ مطابق ۷ر فروری ۲۰۱۹ء بروز جمعرات باغ حافظ ملت کی عطر بیز فضاؤں میں میرے فرزند عزیز
محمد ثامر رضا مصباحی اسعدہ الرحمن
کو علمائے کرام اور مشائخ عظام کے ہاتھوں دستار علم وفضل سے نوازا جائے گا۔ لہذا اس عید پر بہار میں جلوہ فرما کر رونق بزم میں اضافہ کریں آپ کی عنایت ہوگی۔
مادر علمی: الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی
رونق بزم
جناب لئیق احمد (بڑے ابو)، جناب خورشید احمد (بڑے بھائی)
نصیر احمد ممبر صاحب (بہنوئی)، اقرار احمد صاحب (بہنوئی)
محمد عامر رضا (بھائی)، حافظ محمد عمران رضا (بھائی)
حافظ محمد حماد رضا (دہلی)
زینت جشن
مولانا محمد راشد مصباحی، مولانا سکندر علی، بریلی
مولانا محفوظ عالم رضوی، مولانا شاہ رخ ملک نوری رضوی
مولانا محمد بلال مرکزی، ثناخواں راشد رضا مرکزی
میر سید افضل علی
الداعی: شفیق احمد محلہ ٹانڈہ، بہیڑی، بریلی شریف
United
پیشکش
حافظ وقاری محمد علیم برکاتی
مولانا تجمل حسین مرکزی